مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف حضرت مولانا رشید احمد کا فتویٰ کفر

ایک تاریخی حقیقت........ایک تحقیقی جائزہ

۱۹۸۴ء کا واقعہ ہے کہ ایک غالی فرقہ کی طرف سے ''فتاویٰ قادریہ'' کے نام سے ایک کتاب منظر عام پر آئی جسے لاہور کے ایک نشریاتی ادارہ ''مکتبہ قادریہ'' نے شائع کیا اور اسے پورے ملک میں پھیلایا گیا' بعض احباب کی وساطت سے یہ کتاب ہم تک بھی پہنچی۔ یہ کتاب در حقیقت تحریک آزادیٔ ہند کے عظیم جرنیل' فخر المجاہدین حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کے جلیل القدر صاحبزدگان: حضرت مولانا محمد لدھیانوی' حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی' حضرت مولانا عبدالعزیز لدھیانوی اور حضرت مولانا اسماعیل لدھیانوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے مختلف فتاویٰ جات کا مجموعہ ہے' جو انہوں نے اپنے والد گرامی قدر کے اسم گرامی کی طرف منسوب کر کے شائع کیا ہے۔

ان علمائے لدھیانہ کو یہ شرف وسعادت حاصل ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف اولین فتویٰ کفر ان ہی کی طرف سے جاری ہوا' حالانکہ اس وقت اکثر وبیشتر علماء کرام مرزا قادیانی کے افکار ودعاوی سے ناواقفیت کی وجہ سے اس کے خلاف کفر کا فتویٰ دینے میں متردد تھے اور اس کے نظریات کے بارہ میں ٹھوس معلومات اور ثبوت نہ ہونے کی بناء پر فتویٰ کفر جاری کرنے سے گریزاں تھے' ان ہی محتاط ومتردد علماء میں قطب الارشاد امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز بھی شامل تھے۔

علماءِ لدھیانہ کا فتویٰ اور حضرت گنگوہی کا ابتدائی مؤقف ۱۳۰۱ ہجری (۱۸۸۴ء) میں جب مرزا قادیانی کی پہلی کتاب ''براہین احمدیہ'' منظر عام پر آئی تو اس کی بعض غیر محتاط عبارات سے علماء کرام کا ایک گروہ چونک اٹھا اور ان کے دلوں میں مرزا قادیانی کے بارہ میں شکوک وشبہات سر اٹھانے لگے' اسی دوران مرزا قادیانی نے اپنے چندروزہ قیام لدھیانہ کے دوران کچھ عجیب قسم کے دعوے کر دیئے' گویا وہ مامور من اللہ ہے' جس سے علماء کرام کا وہ گروہ مزید چوکنا ہو گیا اور اس نے مرزا قادیانی پر کفر وضلالت کا فتویٰ جاری

کر دیا۔ یہ فتویٰ جاری کرنے والے یہی علماء لدھیانہ تھے جو مرزا قادیانی کی کتاب اور اس کے زبانی دعوؤں سے نبوت ورسالت کی طرف اس کی غیر محسوس پیش قدمی بھانپ گئے۔

لدھیانہ کے بعض دیگر علماء مرزا قادیانی کے ان پوشیدہ مقاصد اور نبوت کی طرف اس کی خفیہ پیش رفت کاادراک نہ کر سکے اور انہیں علماء لدھیانہ کا فتویٰ کفر ناگوار گزرا' چنانچہ وہ فتویٰ کفر دینے والے علماء کے خلاف شکایت لے کر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے علم و فہم کے مطابق حضرت گنگوہیؒ کو دوطرفہ صورت حال بتائی' حضرت گنگوہیؒ نے ان کا مؤقف سنا تو اس مؤقف کی روشنی میں فتویٰ دینے والے علماء لدھیانہ کی طرف ایک مکتوب جاری فرمایا' جس میں حضرت گنگوہی فرماتے ہیں کہ :

''گو کتاب ''براہین احمدیہ'' کے بعض اقوال میں کچھ خلجان سا ہوتا ہے' مگر تھوڑی سی تاویل سے اس کی تصحیح ممکن ہے' لہذا آپ جیسے اہل علم سے تعجب ہے کہ ایسے امر متبادر المعانی کو دیکھ کر تکفیر وارتداد کا حکم فرمایا' اگر تاویل قلیل فرما کر اس کو اسلام سے خارج نہ کرتے تو کیا حرج تھا؟ تکفیر مسلم ایسا سہل امر نہیں کہ ذرا سی بات پر کسی کو جھٹ کافر کہہ دیا جائے....

بہر حال تکفیر کسی وجہ اور شک پر جائز نہیں' اگر القائے شیطانی بھی ہو تو بھی ارتداد اور تکفیر کی کوئی وجہ پیدا نہیں ہو سکتی اور آپ کا یہ فرمانا کہ :اس کا دعویٰ انبیاء سے بڑھ کر ہے' یہ بیان میری سمجھ سے باہر ہے' کسی مسلمان کی تکفیر کر کے اپنے ایمان کو داغ لگانا اور مواخذۂ اُخروی سر پر لینا سخت نادانی ہے' یہ بندہ جیسا اس بزرگ (مرزا قادیانی) کو کافر' فاسق نہیں مانتا' اس کو مجدد وولی بھی نہیں کہتا' صالح مسلمان سمجھتا ہوں اور اگر کوئی پوچھے تو ان کے ان کلمات کی تاویل مناسب سمجھتا ہوں اور خود اس سے اعراض وسکوت ہے''۔(فتاویٰ قادریہ' مطبوعہ لاہور)

حضرت گنگوہیؒ کا مؤقف' لدھیانہ سے آنے والے ان علماء کی فراہم کردہ معلومات پر مبنی ہے جو اس وقت تک مرزا قادیانی کے بارہ میں حسن ظن رکھتے تھے اور فتویٰ دینے والے علماء لدھیانہ کی سخت گیری اور جلد بازی سے نالاں بھی تھے' ایسے حالات میں اصولِ فتویٰ کی حدود وقیود اور تکفیر مسلم کی حساسیت و نزاکت سے واقفیت رکھنے والے اصحاب علم و فہم اچھی طرح واقف و باخبر ہیں کہ فتویٰ میں کس قدر احتیاط لازم ہے' اس لئے اس وقت کے حالات وواقعات کے مطابق یہ حضرت گنگوہیؒ کا ایک انتہائی محتاط فتویٰ تھا'

لیکن بعد میں جوں جوں مرزا قادیانی کے افکار ودعاوی کی اصل حقیقت حضرت گنگوہی ؒ پر واضح وآشکارا ہوتی چلی گئی' ان کے مذکورہ مؤقف میں بھی نمایاں اور واضح تبدیلی آتی چلی گئی اور مرزا قادیانی سے متعلق ان کا فتویٰ رفتہ رفتہ سختی وشدت اختیار کرتا چلا گیا۔

تحقیق یا جہالت؟

بد قسمتی سے لاہور کے جس مکتبہ نے ''فتاویٰ قادریہ'' دوبارہ شائع کیا ہے' اس نے حقیقت پسندی کا ثبوت بالکل نہیں دیا' بلکہ بدترین مسلکی تعصب کا مظاہرہ کیا ہے' اس نے جوش تعصب میں ''فتاویٰ قادریہ'' کے خول سے نکل کر حضرت گنگوہی ؒ کا مؤقف سمجھنے کی سرے سے کوشش ہی نہیں کی' اس نے مرزا قادیانی کے خلاف حضرت گنگوہی ؒ کے دیگر تمام فتاویٰ کو (جن میں اس کے کفر وضلالت کا فتویٰ دیا گیا تھا) کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف ''فتاویٰ قادریہ'' کے مذکورہ فتویٰ کو ہی بنیاد بنا کر یہ تاثر قائم کر لیا ہے کہ حضرت گنگوہی ؒ نے تادم آخر مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ چنانچہ مذکورہ متعصب مکتبہ کی طرف سے جو ''فتاویٰ قادریہ'' شائع ہوا' اس کے آغاز میں ایک ورقی ابتدائیہ کا اضافہ کیا گیا ہے اور اس میں ان کے ایک متعصب اسکالر جناب عبدالحکیم شرف قادری صاحب فرماتے ہیں کہ:

''ابوالقاسم رفیق دلاوری اپنی کتاب ''رئیس قادیان'' جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ: آخر گنگوہی صاحب نے بھی مرزا قادیانی کی تکفیر پر اتفاق کر لیا تھا جہاں تک ''فتاویٰ قادریہ'' کا تعلق ہے' اس سے اس اتفاق کا نشان تک نہیں ملتا' فتاویٰ رشیدیہ میں بھی ایسا کوئی عنوان نہیں ہے' اگر کوئی صاحب اس کی نشاندہی کریں تو تاریخ کے ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے ہمیں اس کے قبول کرنے سے کوئی باک نہ ہوگا''۔ (ابتدائیہ' فتاویٰ قادریہ' مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور)

حیرت ہے کہ شرف قادری صاحب کو ۱۳۰۱ ہجری کا ایک فتویٰ تو مل گیا' جس پر انہوں نے بڑے طمطراق کے ساتھ اپنی ریسرچ کو فائنل اور حتمی قرار دے دیا اور اس کے بعد حضرت گنگوہی ؒ کی وفات (۸' جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ) تک تقریباً ۲۲/سال کے طویل عرصہ میں ان کی طرف سے مرزا قادیانی کے خلاف جو کفر وضلالت کے فتویٰ جاری ہوئے' وہ قادری صاحب کو کسی مارکیٹ یا لائبریری سے دستیاب نہ ہو سکے' ہماری عقل ودانش اس مفروضہ پر ایمان لانے کو قطعاً تیار نہیں کہ اپنے مکتب فکر کے ایک نامور

محقق واسکالر (جسے اپنی تاریخ پر بھی بہت ناز ہے کہ جو تاریخ سازی میں بھی اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے) نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف اس متفقہ "فتویٰ کفر" کا مشاہدہ و مطالعہ نہ کیا ہو جو ۱۸۹۲ء ۱۳۰۸ھ میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے مرتب کیا تھا، اس میں مرزا قادیانی کے کفر پر حضرت گنگوہیؒ کے دستخط موجود ہیں اور پھر ہماری چھٹی حس یہ تسلیم کرنے پر بھی آمادہ نہیں کہ شرف قادری جیسے اسکالر نے اپنے اعلیٰ حضرت خان احمد رضا خان بریلوی کی دجل و تلبیس پر مبنی کتاب "حسام الحرمین" کے جواب میں فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نور اللہ مرقدہ کی معروف و مشہور کتاب "المہند علی المفند" کا مطالعہ نہ کیا ہو، جس میں مرزا قادیانی کے خلاف حضرت گنگوہیؒ کے مطبوعہ فتویٰ کفر کا تذکرہ بصراحت موجود ہے، بہر حال خدا غارت کرے اندھی، گونگی، بہری عصبیت کا جو اچھے بھلے محقق کو بھی صم، بکم، عمی بنا یتی ہے۔

فتویٰ امام ربانی بر مرزا غلام احمد قادیانی

جناب شرف قادری صاحب کی طرح بعض غیر مقلدین نے بھی حضرت گنگوہیؒ کے بارہ میں یہی غالیانہ اور متعصبانہ مؤقف اختیار کیا تھا، جس کا جواب ہم نے ۱۹۸۴ء میں "فتویٰ امام ربانی بر مرزا غلام احمد قادیانی" کے نام سے شائع کر دیا تھا، ہمارے ۸۰، صفحات کے اس رسالہ کو بے حد پذیرائی ملی۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ اور سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی قدس سرہ العزیز نے اس رسالہ کو بہت پسند فرمایا، بلکہ حضرت لدھیانویؒ نے تو انتہائی شفقت و حسرت بھرے انداز سے فرمایا کہ: اس رسالہ کے ذریعہ حضرت گنگوہیؒ کے مرزا قادیانی کے خلاف متعدد فتوے میرے مطالعہ میں پہلی بار آئے ہیں، پہلے وہ میری نظر سے نہیں گزرے۔

ختم نبوت کانفرنس لندن کے موقع پر حضرت گنگوہیؒ کے مرزا قادیانی سے متعلق مؤقف کے بارہ میں ہم سے سوال ہوتے رہے، ہم نے "المہند علی المفند"، مولانا بٹالویؒ کے متفقہ فتویٰ کفر، مرزا غلام احمد قادیانی اور بعض دیگر قادیانیوں کی تحریرات سے تو ان کا جواب دیا، لیکن یہ رسالہ اگر ہمیں پہلے مل جاتا تو ہم اس بارہ میں مزید مدلل جواب دے سکتے بہر حال اس وقت چونکہ (اس وقت کے حالات و واقعات کی بنا پر) اس رسالہ میں معترضین کے لئے تنقیدی جوابات بھی شامل تحریر تھے، جن کی موجودہ حالات میں ہم ضرورت محسوس نہیں کرتے، اس لئے اب زیر نظر مضمون سے ہم نے وہ تمام تنقیدی بحثیں خارج کر دی ہیں اور صرف حضرت

گنگوہیؒ کے فتاویٰ جات پر بحث کرنے کی کوشش کی ہے' تاکہ مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کے بارہ میں حضرت گنگوہیؒ کا تحقیقی وفکری نکتہ نظر کھل کر سامنے آجائے۔

علماءِ لدھیانہ کا جوابی مکتوب

علماءِ لدھیانہ کے نام حضرت گنگوہیؒ کے مکتوب گرامی کے دو اقتباسات ہم گذشتہ سطور میں نقل کر چکے ہیں جس میں حضرت گنگوہیؒ نے مرزا قادیانی سے متعلق معلومات کی روشنی میں اس کے بارہ میں اپنا نکتہ نظر بیان کیا ہے' اس کے جواب میں علماء لدھیانہ نے حضرت گنگوہیؒ کے نام اپنے مکتوب کے اندر لکھا کہ :

''ہماری رائے میں علماء کا ایسے موقع پر توقف کرنا' عوام کو گمراہی میں ڈالنا ہے' کیونکہ عوام تاویل کا نام تک نہیں جانتے' اسی بناء پر علمائے شریعت نے حسین بن منصور حلاج کو قتل کرادیا' حالانکہ اس سے کوئی ایسا کلمہ صادر نہ ہوا تھا جو قابل تاویل نہ ہو' آپ جیسے اہل فضل اور صاحب کمال سے تعجب ہوا کہ کلمات کفریہ کی تاویلات کے درپے ہوئے اور مرزا غلام احمد کے حالات سے کماحقہ اطلاع حاصل کئے بغیر اس کو صالح مسلمان قرار دے دیا اور نادانستہ عوام کو گمراہی میں ڈالا''۔(فتاویٰ قادریہ)

حضرت گنگوہیؒ کا مکتوب اور علماء لدھیانہ کا جوابی مکتوب دونوں '' فتاویٰ قادریہ'' کے علاوہ مؤرخ اسلام حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری رحمہ اللہ علیہ (تلمیذ رشید حضرت شیخ الہندؒ) کی شہرہ آفاق کتاب ''رئیس قادیان'' میں بھی شائع ہو چکے ہیں جو پہلے دو حصوں میں الگ الگ شائع ہوتی رہی اور اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے دونوں حصوں کو یکجا کر کے ایک ہی جلد میں شائع کر دیا ہے' مذکورہ مکاتیب اس کے ص: ۳۷۲تا۳۷۹ میں منقول ہیں۔ تفصیلی خطوط وہیں ملاحظہ کر لئے جائیں' ان دونوں مکتوبات کے اندر دو پہلو پوری طرح واضح ہیں۔

۱ -: یہ کہ دونوں فریق فتویٰ کے ایک ایک احتیاطی پہلو پر عمل کا مظاہرہ کر رہے ہیں' حضرت گنگوہیؒ اگر فتویٰ میں تکفیر مسلم (بلاثبوت وتحقیق) سے گریز کر کے احتیاطی پہلو پر عمل پیرا تھے تو علماء لدھیانہ عوام الناس کو مرزا قادیانی کے خود تراشیدہ دعوؤں کی گمراہی سے بچانے کے احتیاطی پہلو کو اختیار کئے ہوئے تھے اور اصحاب علم وفہم اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ فتویٰ کے اندر یہ دونوں پہلو بہت نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

۲- : یہ کہ علماء لدھیانہ مرزا قادیانی کی ''براہین احمدیہ'' کا مطالعہ کر چکے تھے' لدھیانہ کے اندر اس کے دعاوی سن چکے تھے اور اس کے طرز و طریق کافی حد تک جان چکے تھے' گویا وہ مرزا قادیانی کی شخصیت' اس کی تحریک' اس کے حالات و تعلیمات اور اس کے مقاصد سے پوری طرح واقف ہو چکے تھے' اس کے برعکس حضرت گنگوہیؒ کی معلومات مرزا قادیانی کے بارہ میں صرف شنیدہ حد تک تھیں اور دیدہ و شنیدہ میں فرق ہر ایک پر واضح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے بارہ میں مکمل معلومات حاصل ہونے کے بعد حضرت گنگوہیؒ نے علماء لدھیانہ کے فتویٰ کفر کو نہ صرف تسلیم کیا' بلکہ بھرپور طریقہ سے اس کی تائید و تصدیق بھی کی' یہاں تک کہ مرزا قادیانی کی مناظرانہ چیلنج بازیوں کا ناطقہ بند کر دیا۔

علماءِ لدھیانہ کی دارالعلوم دیوبند میں حاضری

حضرت گنگوہیؒ اور علماء لدھیانہ کے مابین مذکورہ خط و کتابت کے بعد اسی سال دارالعلوم دیوبند کا سالانہ جلسہ دستار بندی قریب آگیا' چنانچہ علماء لدھیانہ اس جلسہ میں شرکت کے لئے ۱۲ جمادی الاول ۱۳۰۱ ہجری کو دیوبند پہنچے' جلسہ کے موقع پر حضرت گنگوہیؒ بھی (گنگوہ شریف سے) دیوبند تشریف لائے تھے اس موقع پر ملک بھر (متحدہ ہندوستان) سے بڑے بڑے علماء کرام بھی تشریف لائے ہوئے تھے' علماء لدھیانہ نے ان اکابر علماء کی موجودگی میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کا کچھ حال بیان کیا اور انہیں مرزا قادیانی کے دعاوی و مقاصد کے بارہ میں تفصیلی حالات سے آگاہ کیا اور اس کی بعض تحریرات بھی بطور ثبوت دکھلائیں۔

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کی وضاحت

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی ؒ' حضرت مولانا مملوک علی نانوتویؒ کے فرزند ارجمند اور حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ کے شاگرد رشید تھے' قیام دارالعلوم دیوبند کے بعد دارالعلوم کے پہلے صدر مدرس مقرر ہوئے اور اپنی وفات (۳/ربیع الاول ۱۳۰۲ھ) تک اس عظیم منصب پر فائز رہے' علماء لدھیانہ نے جب انہیں مرزا قادیانی کے بارہ میں تفصیلی حالات سے آگاہ کیا تو انہوں نے حالات سن کر فرمایا کہ :

''میں مرزا غلام احمد کو اپنی تحقیق میں ایک آزاد خیال' لامذہب جانتا ہوں' چونکہ آپ (یعنی علماء لدھیانہ) قریب الوطن ہونے کی وجہ سے اس کے تمام حالات سے بخوبی واقف ہیں' اس لئے آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا' اس کے علاوہ آپ نے اس شخص کی کتاب ''براہین احمدیہ'' پڑھی ہے اور میں نے اور مولوی رشید احمد صاحب (گنگوہی) نے اس کا مطالعہ نہیں کیا''۔ (رئیس قادیان ص:۳۷۹' ۳۸۰)

مولانا محمد یعقوب نانوتوی ؒ کی مذکورہ وضاحت کا ایک ایک جملہ فتویٰ کی اصولی احتیاط ظاہر کر رہا ہے اور وہ اصولِ فتویٰ کی روشنی میں برملا اس چیز کا اعتراف فرما رہے ہیں کہ علماء لدھیانہ چونکہ مرزا قادیانی کے بارہ میں معلومات کاملہ کی بنیاد پر اس کے خلاف فتویٰ کفر دے رہے ہیں' اس لئے ہم ان کو منع نہیں کرتے۔ البتہ خود فی الوقت فتویٰ کفر اس لئے نہیں دیتے کہ ہم نے ابھی تک نہ تو ''براہین احمدیہ'' کا مطالعہ کیا' نہ مرزا قادیانی کے کلمات کفریہ خود سنے اور نہ ہی اس کے دعاوی باطلہ کی تحریرات ہماری نظر سے گزریں' البتہ علماء لدھیانہ کی فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر مولانا یعقوب نانوتوی ؒ نے مرزا قادیانی کے بارہ میں درج ذیل تحریری مؤقف ان کو ارسال کر دیا:

''یہ شخص (مرزا قادیانی) میری دانست میں لامذہب معلوم ہوتا ہے' اس شخص نے اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا' معلوم نہیں اس کو کسی روح کی اویسیت ہے مگر اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت اور علاقہ نہیں رکھتے''۔ (رئیس قادیان ص: ۳۸۰)

ہمارے خیال میں احتیاط کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس سے زیادہ واضح مؤقف تحریر میں لانا ممکن نہ تھا' جو حضرت نانوتوی ؒ نے تحریر فرما دیا۔

حضرت گنگوہی ؒ کی تائید

مولانا محمد یعقوب نانوتوی ؒ سے مذکورہ تحریری وضاحت حاصل کرنے کے بعد علماء لدھیانہ حضرت گنگوہی ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت نانوتوی ؒ کا مؤقف ان کے سامنے پیش کر دیا' اس پر حضرت گنگوہی ؒ نے فرمایا کہ: ''مولانا محمد یعقوب ؒ ہم سب کے بڑے

ہیں، جو کچھ وہ فرمائیں گے مجھے بسر و چشم قبول ہوگا‘‘۔(ایضاً ص:۳۸۰) مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے مذکورہ فرمان کہ مرزا قادیانی آزاد خیال اور لامذہب ہے، صحبت اہل اللہ اور ان کے فیض باطنی سے محروم ہے اور اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے، حضرت گنگوہیؒ کی طرف سے اس فرمان کی غیر مشروط تائید کے بعد ان کا سابقہ مؤقف کہ میں مرزا قادیانی کو صالح مسلمان جانتا ہوں، خود بخود منسوخ ہو جاتا ہے، اس تائید کے بعد ان کے سابقہ مؤقف سے استدلال کرنا سراسر ظلم اور صریح ناانصافی ہے۔

شاہ عبدالرحیمؒ کا خواب اور مرزا قادیانی کی بے دینی

حضرت گنگوہیؒ اور مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ سے ملاقات کے بعد علماء لدھیانہ نے شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ سے ملاقات کی اور انہیں مرزا قادیانی کے افکار و نظریات سے آگاہ کیا، شاہ عبدالرحیم سہارنپوری) رائے پوریؒ) ظاہری و باطنی علوم کے جامع اور حضرت گنگوہیؒ کے خلیفہ مجاز تھے، انہوں نے مرزا قادیانی کے حالات اور اس پر علماء لدھیانہ کے فتویٰ کفر سے علماء کے اختلاف کا تذکرہ سنا تو فرمایا: میں اس کے لئے استخارہ کروں گا، تاکہ اس کے بارہ میں کوئی غیبی اشارہ مل جائے، چنانچہ انہوں نے استخارہ کیا اور فرمایا:

’’میں نے دیکھا کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) بھینسے پر اس طرح سوار ہے کہ منہ دم کی طرف ہے، جب غور سے دیکھا تو اس کے گلے میں زنار (غیر مسلموں کا علامتی نشان جو عیسائی، یہودی، مجوسی کمر میں اور ہندو گلے میں دھاگے کی صورت میں ڈالتے ہیں) نظر آیا، جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے جو علماء اس کی تردید میں اب متردد ہیں، کچھ عرصہ بعد وہ بھی اسے خارج از اسلام قرار دیں گے‘‘۔(ایضاً ص:۳۸۰(

شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف ثابت ہوئی، نہ صرف وہ علماء جو فتویٰ کفر دینے میں متردد تھے، بلکہ مرزا قادیانی کی تائید و نصرت کرنے والے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم جیسے علماء بھی اس کے خلاف فتویٰ کفر پر متفق ہوئے اور علمائے امت نے مرزا قادیانی کے خلاف متفقہ فتویٰ کفر شائع کیا۔

حضرت گنگوہیؒ کا مطبوعہ فتویٰ کفر

جب خان احمد رضا خان صاحب بریلوی نے (حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ وغیرہ) اکابر علماء دیوبند کی بعض عبارات میں قطع برید کر کے اور ان کو خانہ ساز مفہوم کا جامہ پہنا کر علماء حرمین شریفین سے ان کے خلاف کفر کا فتویٰ حاصل کر لیا' تو شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ نے علماء حرمین شریفین کو خان صاحب بریلوی کے مکر وفریب اور دجل و تلبیس سے آگاہ کیا اور ان کے سامنے اسلاف دیوبند کے عقائد و نظریات کی اصل و حقیقی تصویر رکھی' اس پر علماء حرمین شریفین نے اپنی تسلی کے لئے ۲۶/ سوالات مرتب کر کے علماء دیوبند کے پاس ارسال کئے۔ فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے علماء دیوبند کے نمائندہ کی حیثیت سے ان کے جوابات تحریر کئے جو "المہند علی المفند" کے نام سے عربی میں طبع ہوئے اور پھر حضرت سہارنپوریؒ نے ہی ان کا اردو ترجمہ کیا اور آج کل وہ عربی متن اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں' اس وقت کے جید اکابر علماء دیوبند حضرت شیخ الہندؒ حضرت تھانویؒ حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوریؒ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ وغیرہ نے ان کی تائید و تصدیق فرمائی' اس اعتبار سے وہ جماعت دیوبند کی ایک اجماعی دستاویز ہے' علماء حرمین شریفین نے جو سوالات ارسال کئے ان میں ایک سوال مرزا قادیانی سے متعلق بھی تھا' اس کے جواب میں حضرت مولانا سہارنپوریؒ فرماتے ہیں کہ:

"ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعیٔ نبوت و مسیحیت مرزا قادیانی کے بارہ میں یہ قول ہے کہ شروع شروع میں جب تک اس کی بدعقیدگی ہم پر ظاہر نہ ہوئی' بلکہ یہ خبر پہنچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے' اور تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ مسلمان کو مسلمان سے زیبا ہے' ہم اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل کرتے رہے اور اس کے بعد جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا' اور عیسیٰ مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس پر کافر ہونے کا فتویٰ دیا' قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا ہے اور بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے' یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں"۔(المہند علی المفند ص:۷۱'۷۲)

اس سے واضح ہے کہ حضرت گنگوہیؒ کا مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ کفر باقاعدہ طور پر شائع ہوچکا ہے' ہمیں تو تلاش بسیار کے باجود وہ دستیاب نہیں ہوسکا' ممکن ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ریکارڈ میں وہ موجود ہو اور ''احتساب قادیانیت'' کی کسی جلد میں شائع ہوجائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری مدظلہ کے مرتبہ ''فتاویٰ ختم نبوت'' کی کسی جلد میں شائع ہوچکا ہو' کیونکہ ہمیں اس کی تیسری جلد کے دیکھنے کے علاوہ کسی جلد کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا' بہر حال اس فتویٰ کا جاری وشائع ہونا ایک مسلم حقیقت ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کے مکاتیب' مفاوضات رشیدیہ

حضرت مولانا سید محمد اشرف علی سلطان پوریؒ کا شمار شیخ المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری نور اللہ مرقدہ کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے اور طریقت میں وہ حضرت گنگوہیؒ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں' اپنے شیخ ومرشد حضرت گنگوہیؒ سے اپنی فکری وباطنی اصلاح کے لئے انہوں نے مختلف عنوانات پر جو خط وکتابت کی اسے انہوں نے اپنے پاس محفوظ رکھا' اگست ۱۹۳۸ء میں ان کے صاحبزادہ حکیم سید نور الحسن منظور سلطان پوری مرحوم نے اپنے والد بزرگوار کے نام حضرت گنگوہیؒ کے وہ مکاتیب ''مفاوضات رشیدیہ'' کے نام سے شائع کردیئے۔ یہ رسالہ استاذ المکرم حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ صاحب گورمانی زید مجدہم کے کتب خانہ میں موجود ہے اور انہوں نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے ہمیں وہ پورا رسالہ فوٹو کاپی کراکے عنایت فرمایا۔ خدا تعالیٰ ان کا سایہ صحت وسلامتی کے ساتھ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے' اور ہمیں ان کے علوم وفیوض کی برکات سے ہمیشہ مستفید ہونے کی توفیق بخشے آمین.

حضرت گنگوہیؒ کے ان مکاتیب میں سے بعض مرزا قادیانی سے بھی متعلق ہیں' ان مکاتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ جوں جوں مرزا قادیانی کی ماموریت' مجددیت اور مہدویت کے دعاوی سے نبوت ورسالت کی طرف پیش رفت جاری رہی توں توں حضرت گنگوہیؒ کے اس کے بارہ میں تاثرات وفتاویٰ میں بھی تبدیلی وشدت آتی چلی گئی جو بالآخر فتویٰ کفر تک پہنچی۔ آیئے ان مکاتیب کے مطالعہ اور حوالہ سے حضرت گنگوہیؒ کا نکتہ نظر سمجھنے کی کوشش کریں۔

پہلا مکتوب: قادیانی کا عقیدہ ناحق ہے' البتہ تکفیر مناسب نہیں

مولانا محمد اشرف علی سلطان پوری ؒ نے مرزا قادیانی کے اس وقت کے مطبوعہ بعض افکار ودعاوی کے شرعی حکم کے بارہ میں حضرت گنگوہی ؒ سے ان کا مؤقف دریافت فرمایا' توحضرت گنگوہی ؒ نے درج ذیل جواب تحریر فرمایا:

''مولوی اشرف علی' بعد سلام مسنون مطالعہ فرائیں۔ عقیدہ جمہور خلف وسلف علمائے معتبرین کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے نزول فرمائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے جوایک شخص خاص زندہ مدعی الوہیت کا خروج کرے گا اور اس باب میں جس قدر احادیث صحاح ہیں کہ خروج دجال ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اثبات ان احادیث سے ہوتا ہے وہ سب اپنے حقیقی معانی اور ظاہر پر ہیں نہ اس بات میں تاویل ہے نہ معنی مجاز واستعارہ کے اشارہ غیر مفہوم' غیر متبادر معنی کی طرف ہے' پس صاحب فتح الاسلام مرزا غلام احمد نے جو اس کے خلاف تحقیق کیا ہے کہ احادیث کے ظاہر معنی مراد نہیں اور استعارات ہونا اس کا ثابت کیا ہے اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور خروج دجال موعود معین کا انکار کیا ہے اور اس کو اپنا عقیدہ اور حق الامر قرار دیا ہے' یہ تحقیق ان کی اور یہ عقیدہ ان کا اور یہ مراد لینا ان کا ان اخبار سے خطا فاش اور انحراف جادۂ صواب ہے' اس میں چند وجوہ ہیں:

اولاً: باتفاق تمام اہل لغت وعلمائے دین کے نصوص کو معانی حقیقی پر حمل کرنا واجب ہے' جب تک یہ قرینہ بندی محقق نہ ہو۔ ثانیاً: عقائد کے باب میں ایسے استعارات واشارات سے ارشاد کرنا شارع علیہ السلام کا اس عقیدہ کو کہ سوائے ایک دو مفہم محدث طبقہ تیرہویں صدی کے کوئی اس کی مراد کو نہ پہنچے منصب نبوت کے خلاف ہے' کیونکہ ایسے احکام کو واضح طور پر بیان کرنا ضروری ہوتا ہے نہ کہ بطور معما کے۔

ثالثاً: اس تحقیق سے تمام علمائے سلف وخلف کو نہ فہم کرنے والے مراد ان احادیث کے قرار دینا کہ کوئی بھی آج تک ان احادیث کے مقصد کو نہ سمجھا یہ سخت آفت ہے۔

رابعاً: تمام امت کو عقیدہ ناحق وناصواب پر معتقد قرار دینا کہ وہ سب مقبول ایسے امر پر مدت العمر متفق ومدعی رہے' یہ بھی نہایت نازیبا رائے ہے۔

خامساً: حدیث لا تجتمع امتی علی الضلالۃ کو رد کر دینا ہے کہ ہر طبقہ کے علماء اس عقیدہ ناصواب کے سبب مجتمع علی الضلالۃ ہو جاتے ہیں' لہذا واضح رہے کہ یہ عقیدہ محدثہ مخترعہ ناصواب وناحق ہے..... مگر مع ہذا اس صاحب عقیدہ کی تکفیر مناسب نہیں اور انتظار جلد ثالث

کا کرنا چاہئے کہ وہ خود توقف کرنا علماء کا تا مطالعہ جلد ثالث تحریر و تقریر سے لکھتے ہیں: بندہ انتظار جلد ثالث کا کرتا تھا' اب آپ کے تقاضے سے اپنی رائے سے آپ کو مطلع کرتا ہوں اور تخالف اس عقیدہ سے ظاہر کرتا ہوں فقط والسلام۔ مرزا صاحب سے ملنے میں مضائقہ نہیں''۔

تبصرہ

حضرت گنگوہیؒ کے مذکورہ بالا مکتوب پر تاریخ درج نہیں' لیکن اس سے پچھلے مکتوب (محررہ ۱۰ جمادی الاول ۱۳۰۸ھ) اور اس کے بعد والے مکتوب (محررہ' ۲۴' جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکتوب ان دونوں مکاتیب کے درمیانی عرصہ کا ہے اور یہ وہ دور ہے جب مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے ''فتح الاسم اور توضیح مرام'' دونوں کتب شائع ہو چکی تھیں' یہ دونوں کتب ۱۸۹۰ء کے آخر میں تحریر کی گئیں اور ۱۸۹۱ء کے آغاز میں شائع ہوئیں' ان دونوں کتب میں عقیدہ حیات و نزول مسیح علیہ السلام سے انکار کیا گیا تھا اور انہی کے تیسرے حصہ ''ازالہ اوہام'' کا اعلان کیا گیا تھا کہ وہ عنقریب طبع ہو گی اور حضرت گنگوہیؒ اسی کی اشاعت کا انتظار کر رہے تھے تاکہ اس کے بعد اپنی فائنل و حتمی رائے کا اظہار کیا جائے۔ یہ ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء کے آخر میں طبع ہوئی لیکن اس کی اشاعت سے قبل مولانا اشرف علی سلطان پوریؒ نے جب ان دونوں مطبوعہ کتب ''فتح اسلام اور توضیح مرام'' میں حیات مسیح وغیرہ اجماعی مسائل سے انکار کیا گیا تھا' اس لئے حضرت گنگوہیؒ نے مرزا قادیانی کے ان نظریات فاسدہ کو من گھڑت' خود تراشیدہ بے بنیاد اور ناحق قرار دیا' البتہ فتویٰ کفر جاری کرنے سے از راہ احتیاط گریز کیا' مرزا قادیانی کے اس باطل خود عقیدہ کو بے بنیاد اور ناحق ثابت کرنے کے لئے حضرت گنگوہیؒ نے درج ذیل پانچ بنیادیں قائم کیں۔

ملاحظہ فرمایئے:!

اولاً: یہ کہ علماء دین اور ائمہ لغت کے ہاں یہ اصول متفق علیہ ہے کہ منصوص و معروف مسائل اور ظاہر کلام کے اندر الفاظ کو حقیقی و ظاہری معانی پر محمول کرنا ضروری و واجب ہے جب تک کہ کسی قطعی و یقینی دلیل خارجی کے ساتھ کوئی دوسرا (اصطلاحی و عرفی وغیرہ) معنی ثابت و متعین نہ ہو جائے' چونکہ نزول مسیح اور خروج دجال وغیرہ احادیث صحیحہ میں موجود الفاظ کے کسی قطعی و یقینی

دلیل خارجی کے ساتھ وہ معانی ثابت نہیں ہوتے' اس لئے ان کو حقیقی و ظاہری معانی پر ہی محمول کیا جائے گا اور مرزا صاحب کے اشارات واستعارات پر مبنی معانی باطل ومردود قرار پائیں گے۔

ثانیاً: یہ کہ شرعی وفطری طور پر صاحب شریعت (آنحضرت ا) پر یہ لازم وضروری ہے کہ وہ عقائد واحکامات اور دیگر اسلامی تعلیمات کے اندر ایسے الفاظ استعمال کرے جو عام فہم ہوں اور امت آسانی سے ان کے مفہوم اور مقصود تک رسائی حاصل کرسکے' شارع علیہ السلام کی طرف سے عقائد اور احکامات کی تعلیمات شرعیہ میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جن کا معنیٰ و مفہوم امت کا کثیر طبقہ نہ سمجھ سکے صرف گنتی کے چند افراد ہی اس کے مفہوم و مقصود تک رسائی حاصل کرسکیں منصب نبوت ورسالت کے سراسر خلاف ہے' کیونکہ پیغمبر کا مقصد مسائل کو کھول کر بیان کرنا ہوتا ہے' نہ کہ مسائل کو معمابناکر۔

ثالثاً: یہ کہ اگر مرزا صاحب کے مفہوم وموٴقف کو بالفرض درست تسلیم کرلیا جائے تو اس سے العیاذ باللہ تعالیٰ! یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ مرزا صاحب سے پہلے کے تیرہ سو سالہ ائمہ سلف وخلف ان احادیث کے حقیقی مفہوم و مقصود سے محروم رہے اور یہ احادیث ان کے نزدیک فقط ایک معمار ہیں اور یہ امت مسلمہ کے لئے ایک بہت بڑی آفت ہے یعنی امت کے لئے یہ آزمائش ہے کہ تیرہ سو سالہ اکابر اگر ان احادیث کے مفہوم و مقصود تک رسائی صل کرنے سے محروم رہے تو باقی دینی تعلیمات کے بارہ میں ان پر کسی حد تک اطمینان کیا جائے؟

رابعاً: یہ کہ اگر مرزا صاحب کا پیش کردہ معنی و مفہوم بالفرض صحیح اور حق تسلیم کرلیا جائے تو اس سے امت کے تیرہ سو سالہ اکابر واصاغر کے قبول کردہ معنی و مفہوم کا باطل ہونا لازم آتا ہے' گویا وہ اکابر مدت العمر تک صرف مکھی پر مکھی مارتے رہے اور اسی باطل وناحق عقیدہ کی اشاعت کرتے رہے' العیاذ باللہ تعالیٰ! گویا اس اعتبار سے ان کا ایک معنی و مفہوم پر اتفاق بھی باطل اور اس کی دعوت بھی باطل اور یہ ایک انتہائی غلط اور نازیبا حرکت ہے۔

خامساً: یہ کہ مرزا قادیانی کا یہ تصور جدید آنحضرت ا کے فرمان: ''ان اللہ لا یجمع امتی علی الضلالة'' کے بھی خلاف ہے' کیونکہ اس فرمان نبوی کی روشنی میں تو ایک دور کے اہل حق کا کسی باطل وگمراہ کن نظریہ پر جمع ہونا ممکن نہیں' چہ جائیکہ تیرہ سو سال کے مختلف ادوار کے اہل حق سارے کے سارے کسی گمراہی پر جمع ہو جائیں' لہذا مرزا قادیانی کا یہ تصور و نظریہ سراسر باطل وبے بنیاد ہے۔

قطب الارشاد حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی بیان کردہ مذکورہ پانچ بنیادیں فہم قرآن وحدیث کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہیں' ان بنیادوں کو اگر اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے تو قرآن وسنت کے فہم میں انسان کبھی ٹھوکر نہیں کھا سکتا' ماضی وحال کے جس فتنہ نے بھی فکری ونظریاتی ٹھوکر کھائی ہے وہ صرف مذکورہ بنیادوں سے انحراف کی بنیاد پر کھائی ہے اور یہ خرابی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان انانیت وخود پسندی کا شکار ہو جائے اور اپنے بڑوں پر اعتماد باقی نہ رہے' علم وعقل میں خود کو ان سے بڑھ کر یا ان کے برابر سمجھنے لگے۔

آپ نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں پر جب کفر کا فتویٰ دیا تو مرزا قادیانی نے آپ کو خوب کوسا۔انجام آتھم وغیرہ کتب میں ہمیں آپ کا تذکرہ ملتا ہے۔مرزا قادیانی آپ کے فتولے کفر اور اس کی خاطرخواہ تشہیر کا خود اعتراف کرتا ہے۔آپ کی رد قادیانیت کے سلسلہ میں عظیم الشان خدمات کا ممتاز محقق مولانا عبدالحق بشیر منظلہ نے اس طرح تذکرہ کیا ہے۔

خود حضرت گنگوہیؒ نے بھی مرزا قادیانی اور کے حواریوں کی طرف سے کیے گئے اس مناظرہ اور مباحثہ کا ذکر فرمایا ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں۔

مرزا غلام احمد (قادیانی) کے مریدوں نے مجھ سے مناظرہ کا تقاضا کیا تھا۔میں نے قبول کر لیا کہ یہ مناظرہ سہارن پور میں تقریری طور پر جلسہ عام میں ہو لیکن انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

(مفاوضات رشیدیہ، مفاوضہ 24)

یعنی مرزا صاحب کی کوشش یہ تھی کہ یہ مباحثہ تحریری ہو تاکہ بحث کو طول دے کر اور ادھ ادھر کی خارجی بحثیں چھیڑ کر جان چھڑا لی جائے اور اصلی حقائق کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل کر دیا جائے جبکہ مولانا گنگوہیؒ

کا تقاضا یہ تھا کہ بحث تحریری کی بجائے تقریری ہو تاکہ ہر خاص و عوام اس سے افادہ بھی کر سکے اور حقیقی بھی فوری طورپر عوام کے سامنے آ جائے لیکن مرزا صاحب اس پر آمادہ نہ ہو سکے اور انکار کر دیا اور تقریری مناظر کی صورت میں بھی ان کی کوشش یہ تھی کہ کسی خفیہ مقام پر ہو' عام نہ ہو تاکہ عام لوگوں کے سامنے ان کی حقیقت واضح نہ ہو جائے۔مرزا صاحب کی انہی مکاریوں کی وجہ سے حضرت گنگوہیؒ مرزا صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

)مرزا قادیانی) بڑا چالاک ہے کہ اشتہار مناظرہ کا دیتا ہے اور جب کوئی مقابل ہوتا ہے تو لطائف الحیلسے ٹال دیتا ہے۔

(مفاوضات رشیدیہ، مفاوضہ 25)

مناظرہ کا دوسرا چیلنج:

مولانا گنگوہیؒ نے جب تقریری مناظرہ پر اصرار فرمایا تو مرزا صاحب مجبور و بے بس ہو گئے۔لٰہذا انہوں نے مجبوراً تقریری چیلنج قبول کر لیا اور عجیب و غریب شرائط عائد کر دیں تاکہ یہ مناظرہ نہ ہو سکے۔چنانچہ مولف تاریخ احمدیت رقم طراز ہیں۔

نیز حضور (مرزا قادیانی) نے پیر سراج الحق سے فرمایا کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کو لکھ دیا جائے کہ اچھا ہم بطریق تنزل تقریری مباحثہ منظور کرتے ہیں مگر اس شرط پر کہ آپ تقریر کرتے جائیں اور دوسرا شخص آپ کی تقریر لکھتا جائے اور جب تک ایک کی تقریر ختم نہ ہو دوسرا فریق یا کوئی اور دوران تقریر نہ بولے پھر دونوں تقریریں شائع ہو جائیں لیکن بحث لاہور میں ہو۔کیونکہ لاہور علوم و فنون کا مرکز ہے۔پیر صاحب نے

حضرت اقدس (قادیانی) کا یہ پیغام مولوی صاحب کو بھیج دیا۔وہاں سے جواب آیا کہ تقریر صرف زبانی ہو گی۔لکھنے یا کوئی جملہ نوٹ کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہو گی اور حاضرین میں سے جس کسی کے جی میں جو آئے گا وہ رفع اعتراض و شک کے لیے بولے گا۔میں لاہو رنہیں جاتا۔مرزا صاحب بھی سہارنپور آ جائیں اور میں بھی سہارنپور آ جاؤں گا۔حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ سہارنپور میں مباحثہ کا ہونا مناسب نہیں ہے۔ سہارنپور والوں میں فیصلہ کرنے یا حق و باطل کی سمجھ نہیں ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول ص 402)

قطع نظر اس سے کہ مناظرہ کا یہ طریقہ اصولی تھا یا غیراصولی؟ آپ اس پورے مضمون پر غور کیجیے کہ مرزا صاحب کن حیلوں اور بہانوں سے مناظرہ اور مباحثہ سے گریز کے لیے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔

مناظرہ کا تیسرا چیلنج:

مولف "تاریخ احمدیت" لکھتے ہیں۔

کہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کا یہ سفر چونکہ تمام حجت کی غرض سے تھا۔اس لیے حضور نے لدھیانہ سے ۲۶مارچ ۱۹۸۱ءکو ایک اشتہار کے ذریعہ تمام مشہور علماء بالخصوص مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی' مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی' مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی' مولوی عبدالرحمن صاحب لکھنو کے والے' مولوی شیخ عبداللہ صاحب تبتی' مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانوی اور مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کو تحریری مباحثہ کاچیلنج دیا اور لکھا کہ میرا دعویٰ ہرگز قال اللہ و قال الرسول کے خلاف نہیں۔

(تاریخ احمدیّت ص 400جلد اول)

مناظرہ کا چوتھا چیلنج:

مولف ''تاریخ احمدیت'' ہی لکھتے ہیں کہ

حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے خدا کے نشان کی یوں تکذیب دیکھی تو آپ نے (۶ ستمبر ۱۸۹۴ءکو ایک اشتہار کے ذریعہ حاشیہ ۲ ص ۱۴۹) تین بڑے علماء(شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی' مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو انعامی چیلنج دیا۔الخ

(تاریخ احمدیت ج ۱ ص ۳۲۳)

مناظرہ کا پانچواں چیلنج:

مولف ''مجدد اعظم'' رقم طراز ہیں کہ

اربعین نمبر ۲ آپ (مرزا قادیانی) نے ۲۷ ستمبر ۱۹۰۰ءکو شائع فرمایا۔یہ بجائے اشتہار کے ایک خاصا رسالہ ہے۔ اس میں بھی آپ نے اپنے دعویٰ مسیحیت و مہدیت کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔اس رسالہ میں جو بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ اس میں آپ نے اپنے وہ الہامات جمع کیے ہیں۔جن میں آپ کو خدا کی طرف سے بتایا گیا تھا کہ آپ مجدد اور مامور من اللہ ہیں اور مسیح بن مریم مر چکے ہیں اور آپ ہی مسیح

موعود اور مہدی ہیں پھر علماءاور مشائخ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں اس قسم کا تصفیہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب دلوں سے بکلی فساد دور ہو جائے اور دہشت آپ لوگوں کا ارادہ ہو جائے کہ خدا کی گواہی کے ساتھ فیصلہ کر لیں اور اس طریق میں(مشہور) مولوی جیسے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی‘ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی‘ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی‘ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ایک تحریری اقرارنامہ بہ ثبت شہادت پچاس معزز مسلمانان کے اخبار کے ذریعہ اشتہار کر دیں۔الخ

(مجدد اعظم ج ۲ ص ۱۷۷)

یہاں یہ بات یقینا محتاج تبصرہ نہیں کہ مرزا صاحب چالیس مشہوراور ذمہ دار مولویوں سے کم کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے تیار نہیں اور چالیس جید‘ معتبر‘ مشہور اور ذمہ دار علماءکی بھی مرزا صاحب کے ہاں کوئی حیثیت نہیں جب تک کہ پچاس معزز آدمی ان علماءکے بارے میں گواہی نہ دیں اور اس گواہی کی بھی مرزا صاحب کے ہاں کوئی حیثیت نہیں جب تک کہ یہ اخبار میں اشتہار کے ذریعہ نہ ہو اور یہ فرار کی ایسی انوکھی واردات ہے جس کی مثال فن مناظرہ کی تاریخ میں کہیں نہیں ملے گی لیکن قطع نظر ان تمام باتوں کے حضرت گنگوہیؒ کو مناظرہ کا چیلنج یہاں بھی موجود ہے۔

مولانا گنگوہیؒ کو مباہلہ کا چیلنج:

مناظرہ کے علاوہ مرزا قادیانی نے جن علماءکو مباہلہ کا چیلنج دیا ان میں بھی مولانا گنگوہیؒ کا نام باقاعدہ موجود ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۸ءمیں مرزا قادیانی نے انجام آتھم مرتب کی جس میں علماءکرام کو مباہلہ کا چےلنج دیا گیا۔چنانچہ مولف ”تاریخ احمدیت“ لکھتے ہیں کہ

چونکہ خداناترس علماءاور سجادہ نشین ابھی تک آپ کے مفتری و کذاب ہونے کی رٹ لگا رہے تھے۔اس لیے حضور (قادیانی) نے خدا کے حکم سے اسی سال (۸۹۱۸ءمیں) ہندوستان کے تمام قابل ذکر مخالف عالموں اور سجادہ نشینوں کانام لے لے کر ان کو مباہلہ کی فیصلہ کن دعوت دی۔

(تاریخ احمدیت جلد ا، ص 548)

اور جن علماءکے نام حاشیہ میں دیئے گئے ہیں ان میں حضرت گنگوہیؒ کا نام بھی موجود ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد ا، ص ۳۵۵)

یہ تمام تاریخی حقائق و شواہد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مولانا گنگوہیؒ نے مرزا قادیانی کی خلاف بڑی شدومد کے ساتھ کفر کا فتویٰ دیا۔چونکہ برصغیر میں حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ مسلم سمجھا جاتا تھا۔اس لیے مولانا فتوے کے معاملے میں انتہائی محتاط تھے۔جب تک کسی مسئلہ کی تمام حقیقت و صورت کا علم نہو جاتا فتویٰ جاری نہ فرماتے۔

یہی معاملہ مرزا قادیانی کے بارے میں ابتداءپیش آیا۔مولانا نے یکلخت فتویٰ کفر سے گریز کیا۔جب اس کا کچھ حال معلوم ہوا تو اس کے دجال، کذاب اور گمراہ ہونے کے فتوے جاری کیے لیکن جب اس کے دعوؤں کے تمام نشیب و فراز کھل کر سامنے آ گئے تو مولانا نے اپنافتویٰ کفر اشتہار کی صورت میں شائع فرما کر پورے ملک میں تقسیم کرا دیا۔

مولانا گنگوہیؒ کے خلاف مرزا قادیانی اور اس کی امت کا ردعمل:

مولانا گنگوہیؒ نے جب قادیانی نظریات کی کھل کر مخالفت کی اور اس کے خلاف کفر وارتداد کا کھلا فتویٰ جاری فرمایا تو مرزا قادیانی اور اس کی امت بدزبانی پر آئی۔چنانچہ مرزا صاحب ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی اٹھا اور ایک اشتہار میرے مقابل نکالا اور جھوٹے پر لعنت کی اور تھوڑے دنوں بعد اندھا ہو گیا۔دیکھو اور عبرت پکڑو۔

(نزول مسیح ص۲۲ روحانی خزائن ص 409‘ جلد 18)

دوسرے مقام پر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

اخرهم الشيطان الاعمى والغول الاغوى يقال له رشيداحمد الجنجوهی هو شقی کالامروهی ومن الملعونين۔

ان میں سے آخری شخص وہ شیطان‘ اندھا اور گمراہ دیو ہے جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں اور وہ (مولانا احمد حسنؒ امروہی کی طرح شقی اور ملعونوں میں سے ہے۔

(انجام آتھم ص ۲۵۲ روحانی خزائن جلد ۱۱)

مولانا گنگوہیؒ کے بارے میں مرزا صاحب کی زبان ملاحظہ فرمایئے اور اندازہ کیجیے کہ مرزا صاحب مولانا گنگوہیؒ کے بارے میں کس قدر مخالفت اور دشمنی کا اظہار کر رہے ہیں اگر مولانا گنگوہی نے مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ کفر جاری نہ کیا ہوتا تو مرزا صاحب کی طرف سے اتنی شدید مخالفت اور دشمنی کا اظہار بعید تھا۔

نیز مولف "تاریخ احمدیت" نے اپنے غم و غصہ کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔لکھتے ہیں۔

جو معاند علماءیا گدی نشین اپنی مخالفت پر بدستور قائم رہے۔انہیں اپنے جرم کی پاداش میں ان سزاؤں میں سے کسی نہ کسی سزا کو بھگتنا پڑا۔چنانچہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی پہلے اندھے ہوئے پھر سانپ کے ڈسنے سے مرے۔

(تاریخ احمدیت جلد ا' ص 550)

قطع نظر اس سے کہ اس واقعہ کی اصل حقیقت کیا ہے؟ دو چیزوں کی وضاحت تو بخوبی ہو گئی۔ایک تو یہ کہ مولانا گنگوہیؒ نے مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا اور بڑی شدومد کے ساتھ دیا اور دوسرا یہ کہ وہ اپنے فتویٰ کفر پر آخری دم تک قائم و دائم رہے اورآخری وقت تک پھر انہوں نے مرزا قادیانی کے بارے میں اپنے موقف میں لچک پیدا نہیں کی اور نہ اپنے فتویٰ کفر سے رجوع کیا۔

مولانا گنگوہیؒ نے مفاوضات رشیدیہ میں مولانا تھانویؒ کو خط لکھتے ہوئے تسلیم کیا کہ مرزا دجال، کذاب ہے اور مدعی دعوی نبوت ہے، مثلِ مختار ثقفی ہے، اور ہر گزاس کے ناحق واہل باطل ہونے میں تامل نہ فرمائیں، (مفاوضات رشیدیہ، مفاوضہ 26)

مولانا گنگوہیؒ کے مرزا پر کفر کے اس فتوی کو غیر مقلدین کے مشہور عالم محمد حسین بٹالویؒ نے اشاعۃ السنہ جلد 13 میں نقل کیا۔

مولانا بٹالویؒ نے مرزا کے خلاف جو کفر کا فتوی شائع کیا اور اس پر علمائے کرام سے تصدیقات حاصل کی اس فتوی پر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے دستخط موجود ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ مولانا گنگوہیؒ مرزا کے کفر پر اس فتوی کی تصدیق کرتے ہیں،

اسی بات کو غیر مقلدین کے ڈاکٹر بہاؤالدین نے اپنی کتاب میں نقل کر کے اس بات کو تسلیم کیا کہ مولانا گنگوہیؒ نے مرزا کے کفر پر اس فتوی کو تسلیم کیا تھا،(تحریک ختم نبوت، جلد 1، 141/140)

اس کے علاوہ اس فتوی کو فتاوی ختم نبوت جلد 1 میں نقل کیا گیا ہے جہاں مرزا کے کفر کی تصدیقات میں مولانا گنگوہیؒ کا نام موجود ہے،(فتاوی ختم نبوت، 172/1)

المهند علی المفند میں مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے مرزا کے کفر کی تصدیق فرمائی اور لکھا ہے کہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے مرزا کے کافر ہونے کا فتوی دیا۔(المهند علی المفند، سوال 24)

مولانا گنگوہیؒ کا مرزا کے کذاب و گمراہ اور دجال ہونے کا فتوی باقیات فتاوی رشیدیہ میں بھی موجود ہے،(باقیات فتاوی رشیدیہ، 37)

ان تمام ناقابل تردید حقائق اور واقعات کے بعد حضرت گنگوہیؒ پر یہ الزام دینا کہ انہوں نے فتویٰ کفر جاری نہیں کیا سراسر بددیانتی' تعصب اور ہٹ دھرمی ہو گی۔جو لاعلاج امراض ہیں۔خداتعالیٰ ان مہلک بیماریوں سے ہرایک مسلمان کو محفوظ رکھے اور حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین یا رب العالمین۔

یہ مضمون مفتی نجیب اللہ عمر دامت برکاتہم کی وال سے کاپی کیا گیا ہے اس کے لئے بندہ ان کا شکر گزار ہے۔

غلامِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم،

محسن اقبال۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۸ | ۲۵ محرم تا ۲ صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جنوری ۲۰۰۹ | شمارہ: ۴

نگاہ نبوت کی فیاضی

مرزا قادیانی کے خلاف

حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ کفر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قاتلانہ حملے اور سازشیں

بچوں کے گرد منڈلاتے خطرات

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی

مرزا قادیانی کے خلاف
حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ کفر

۱۹۸۴ء کا واقعہ ہے کہ ایک عالی فرقہ کی طرف سے ''فتاویٰ قادریہ'' کے نام سے ایک کتاب منظر عام پر آئی جسے لاہور کے ایک نشریاتی ادارہ ''مکتبہ قادریہ'' نے شائع کیا اور اسے پورے ملک میں پھیلایا گیا' بعض احباب کی وساطت سے یہ کتاب ہم تک بھی پہنچی۔ یہ کتاب درحقیقت تحریک آزادیٔ ہند کے عظیم جرنیل' فخر المجاہدین حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کے جلیل القدر صاحبزادگان: حضرت مولانا محمد لدھیانوی' حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی' حضرت مولانا عبدالعزیز لدھیانوی اور حضرت مولانا اسماعیل لدھیانوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے مختلف فتاویٰ جات کا مجموعہ ہے' جو انہوں نے اپنے والد گرامی قدر کے اسم گرامی کی طرف منسوب کر کے شائع کیا ہے۔

ان علمائے لدھیانہ کو یہ شرف وسعادت حاصل ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف اولین فتویٰ کفر ان ہی کی طرف سے جاری ہوا' حالانکہ اس وقت اکثر وبیشتر علماء کرام مرزا قادیانی کے افکار ودعاوی سے ناواقفیت کی وجہ سے اس کے خلاف کفر کا فتویٰ دینے میں متردد تھے اور اس کے نظریات کے بارہ میں ٹھوس معلومات اور ثبوت نہ ہونے کی بناء پر فتویٰ کفر جاری کرنے سے گریزاں تھے' ان ہی محتاط ومتردد علماء میں قطب الارشاد امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز بھی شامل تھے۔

علمائے لدھیانہ کا فتویٰ اور حضرت گنگوہیؒ کا ابتدائی موقف

۱۳۰۱ ہجری (۱۸۸۴ء) میں جب مرزا قادیانی کی پہلی کتاب ''براہین احمدیہ'' منظر عام پر آئی تو اس کی بعض غیر محتاط عبارات سے علماء کرام کا ایک گروہ چونک اٹھا اور ان کے دلوں میں مرزا قادیانی کے بارہ میں شکوک وشبہات سر اٹھانے لگے' اسی دوران مرزا قادیانی نے اپنے چند روزہ قیام لدھیانہ کے دوران کچھ عجیب قسم کے دعوے کر دیئے' گویا وہ مامور من اللہ ہے' جس سے علماء کرام کا وہ گروہ مزید چوکنا ہو گیا اور اس نے مرزا قادیانی پر کفر وضلالت کا فتویٰ جاری کر دیا۔ یہ فتویٰ جاری کرنے والے یہی علماء لدھیانہ تھے جو مرزا قادیانی کی کتاب اور اس کے زبانی دعوؤں سے نبوت ورسالت کی طرف اس کی غیر محسوس پیش قدمی بھانپ گئے۔

لدھیانہ کے بعض دیگر علماء مرزا قادیانی کے ان پوشیدہ مقاصد اور نبوت کی طرف اس کی خفیہ پیش رفت کا ادراک نہ کر سکے اور انہیں علماء لدھیانہ کا فتویٰ کفر ناگوار گزرا' چنانچہ وہ فتویٰ کفر دینے والے علماء کے خلاف شکایت لے کر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے علم وفہم کے مطابق حضرت گنگوہیؒ کو دو طرفہ صورت حال بتائی' حضرت گنگوہیؒ نے ان کا موقف سنا تو اس موقف کی روشنی میں فتویٰ دینے والے علماء لدھیانہ کی طرف ایک مکتوب جاری فرمایا' جس میں حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ:

''گو کتاب ''براہین احمدیہ'' کے بعض اقوال میں کچھ خلجان سا ہوتا ہے' مگر تھوڑی سی تاویل سے اس کی تصحیح ممکن ہے' لہٰذا آپ جیسے اہل علم سے تعجب ہے کہ ایسے امر متبادر المعانی کو دیکھ کر تکفیر وارتداد کا حکم فرمایا' اگر تاویل قلیل فرما کر اس کو اسلام سے خارج نہ کرتے تو کیا حرج تھا؟ تکفیر مسلم ایسا سہل امر نہیں کہ ذرا سی بات پر کسی کو جھٹ کافر کہہ دیا جائے.... بہر حال تکفیر کسی وجہ اور شک پر جائز نہیں' اگر القائے شیطانی بھی ہو تو بھی ارتداد اور تکفیر کی کوئی وجہ پیدا نہیں ہو سکتی اور آپ کا یہ فرمانا کہ: اس کا دعویٰ انبیاء سے بڑھ کر ہے' یہ بیان میری سمجھ سے باہر ہے' کسی مسلمان کی تکفیر کر کے اپنے ایمان کو داغ لگانا اور مواخذۂ اخروی سر پر لینا سخت نادانی ہے' یہ بندہ جیسا اس بزرگ (مرزا قادیانی) کو کافر فاسق نہیں مانتا' اس کو مجدد وولی بھی نہیں کہتا' صالح مسلمان سمجھتا ہوں اور اگر کوئی پوچھے تو ان کے ان کلمات کی تاویل مناسب سمجھتا ہوں اور خود اس سے اعراض وسکوت ہے''۔ (فتاویٰ قادریہ' مطبوعہ لاہور)

حضرت گنگوہیؒ کا موقف' لدھیانہ سے آنے والے ان علماء کی فراہم کردہ معلومات پر مبنی ہے جو اس

وقت تک مرزا قادیانی کے بارہ میں حسن ظن رکھتے تھے اور فتویٰ دینے والے علماء لدھیانہ کی سخت گیری اور جلد بازی سے نالاں بھی تھے' ایسے حالات میں اصولِ فتویٰ کی حدود و قیود اور تکفیر مسلم کی حساسیت و نزاکت سے واقفیت رکھنے والے اصحاب علم و فہم اچھی طرح واقف و باخبر ہیں کہ فتویٰ میں کس قدر احتیاط لازم ہے' اس لئے اس وقت کے حالات و واقعات کے مطابق یہ حضرت گنگوہیؒ کا ایک انتہائی محتاط فتویٰ تھا' لیکن بعد میں جوں جوں مرزا قادیانی کے افکار و دعاوی کی اصل حقیقت حضرت گنگوہیؒ پر واضح و آشکارا ہوتی چلی گئی' ان کے مذکورہ مؤقف میں بھی نمایاں اور واضح تبدیلی آتی چلی گئی اور مرزا قادیانی سے متعلق ان کا فتویٰ رفتہ رفتہ سختی و شدت اختیار کرتا چلا گیا۔

تحقیق یا جہالت؟

بدقسمتی سے لاہور کے جس مکتبہ نے ''فتاویٰ قادریہ'' دوبارہ شائع کیا ہے' اس نے حقیقت پسندی کا ثبوت بالکل نہیں دیا' بلکہ بدترین مسلکی تعصب کا مظاہرہ کیا ہے' اس نے جوش تعصب میں ''فتاویٰ قادریہ'' کے خول سے نکل کر حضرت گنگوہیؒ کا مؤقف سمجھنے کی سرے سے کوشش ہی نہیں کی' اس نے مرزا قادیانی کے خلاف حضرت گنگوہیؒ کے دیگر تمام فتاویٰ کو (جن میں اس کے کفر و ضلالت کا فتویٰ دیا گیا تھا) کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف ''فتاویٰ قادریہ'' کے مذکورہ فتویٰ کو ہی بنیاد بنا کر یہ تاثر قائم کرلیا ہے کہ حضرت گنگوہیؒ نے تادم آخر مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ چنانچہ مذکورہ متعصب مکتبہ کی طرف سے جو ''فتاویٰ قادریہ'' شائع ہوا اس کے آغاز میں ایک ورقی ابتدائیہ کا اضافہ کیا گیا ہے اور اس میں ان کے ایک متعصب اسکالر جناب عبدالحکیم شرف قادری صاحب فرماتے ہیں کہ:

''ابو القاسم رفیق دلاوری اپنی کتاب ''رئیس قادیان'' جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ: آخر گنگوہیؒ صاحب نے بھی مرزا قادیانی کی تکفیر پر اتفاق کرلیا تھا جہاں تک ''فتاویٰ قادریہ'' کا تعلق ہے' اس سے اس اتفاق کا نشان تک نہیں ملتا' فتاویٰ رشیدیہ میں بھی ایسا کوئی عنوان نہیں ہے' اگر کوئی صاحب اس کی نشاندہی کریں تو تاریخ کے ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے ہمیں اس کے قبول کرنے سے کوئی باک نہ ہوگا۔''

(ابتدائیہ فتاویٰ قادریہ' مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور)

حیرت ہے کہ شرف قادری صاحب کو ۱۳۰۱ ہجری کا ایک فتویٰ تو مل گیا' جس پر انہوں نے بڑے طمطراق کے ساتھ اپنی ریسرچ کو فائنل اور حتمی قرار دے دیا اور اس کے بعد حضرت گنگوہیؒ کی وفات (۸ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ) تک تقریباً ۲۲ رسال کے طویل عرصہ میں ان کی طرف سے مرزا قادیانی کے خلاف جو کفر و ضلالت کے فتویٰ جاری ہوئے' وہ قادری صاحب کو کسی مارکیٹ یا لائبریری سے دستیاب نہ ہوسکے' ہماری عقل و دانش اس مفروضہ پر ایمان لانے کو قطعاً تیار نہیں کہ اپنے مکتب فکر کے ایک نامور محقق و اسکالر (جسے اپنی تاریخ پر بھی بہت ناز ہے کہ جو تاریخ سازی میں بھی اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے) نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف اس متفقہ ''فتویٰ کفر'' کا مشاہدہ و مطالعہ نہ کیا ہو جو ۱۸۹۲ء/۱۳۰۸ھ میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے مرتب کیا تھا' اس میں مرزا قادیانی کے کفر پر حضرت گنگوہیؒ کے دستخط موجود ہیں اور پھر ہماری چھٹی حس یہ تسلیم کرنے پر بھی آمادہ نہیں کہ شرف قادری جیسے اسکالر نے اپنے اعلیٰ حضرت خان احمد رضا خان بریلوی کی دجل و تلبیس پر مبنی کتاب ''حسام الحرمین'' کے جواب میں فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نور اللہ مرقدہ کی معروف و مشہور کتاب ''المہند علی المفند'' کا مطالعہ نہ کیا ہو' جس میں مرزا قادیانی کے خلاف حضرت گنگوہیؒ کے مطبوعہ فتویٰ کفر کا تذکرہ بصراحت موجود ہے' بہرحال خدا غارت کرے اندھی' گونگی' بہری عصبیت کا جو اچھے بھلے محقق کو بھی صم' بکم' عمی بنا دیتی ہے۔

فتویٰ امام ربانی بر مرزا غلام احمد قادیانی

جناب شرف قادری صاحب کی طرح بعض غیر مقلدین نے بھی حضرت گنگوہیؒ کے بارہ میں یہی غالیانہ اور متعصبانہ مؤقف اختیار کیا تھا' جس کا جواب ہم نے ۱۹۸۴ء میں ''فتویٰ امام ربانی بر مرزا غلام احمد قادیانی'' کے نام سے شائع کردیا تھا' ہمارے ۸۰' صفحات کے اس رسالہ کو بے حد پذیرائی ملی۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ اور سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی قدس سرہ العزیز نے اس رسالہ کو بہت پسند فرمایا' بلکہ حضرت لدھیانویؒ نے تو انتہائی شفقت و حسرت بھرے انداز سے فرمایا کہ: اس رسالہ کے ذریعہ حضرت گنگوہیؒ کے مرزا قادیانی کے خلاف متعدد فتوے میرے مطالعہ میں پہلی بار آئے ہیں' پہلے وہ میری نظر سے نہیں گزرے۔

ختم نبوت کانفرنس لندن کے موقع پر حضرت گنگوہیؒ کے مرزا قادیانی سے متعلق مؤقف کے بارہ میں ہم سے سوال ہوتے رہے' ہم نے ''المہند علی المفند'' مولانا بٹالوی کے متفقہ فتویٰ کفر' مرزا غلام احمد قادیانی اور بعض دیگر قادیانیوں کی تحریرات سے تو ان کا جواب دیا' لیکن یہ رسالہ اگر ہمیں پہلے مل جاتا تو ہم اس بارہ میں مزید مدلل جواب دے سکتے بہرحال اس وقت چونکہ (اس وقت کے حالات و واقعات کی بناپر) اس رسالہ میں معترضین کے لئے تنقیدی جوابات بھی

شامل تحریر تھے، جن کی موجودہ حالات میں ہم ضرورت محسوس نہیں کرتے، اس لئے اب زیر نظر مضمون سے ہم نے وہ تمام تنقیدی بحثیں خارج کر دی ہیں اور صرف حضرت گنگوہیؒ کے فتاویٰ جات پر بحث کرنے کی کوشش کی ہے، تاکہ مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کے بارہ میں حضرت گنگوہیؒ کا تحقیقی وفکری نکتہ نظر کھل کر سامنے آجائے۔

علمائے لدھیانہ کا جوابی مکتوب

علمائے لدھیانہ کے نام حضرت گنگوہیؒ کے مکتوب گرامی کے دو اقتباسات ہم گزشتہ سطور میں نقل کر چکے ہیں جس میں حضرت گنگوہیؒ نے مرزا قادیانی سے متعلق معلومات کی روشنی میں اس کے بارہ میں اپنا نکتہ نظر بیان کیا ہے، اس کے جواب میں علماء لدھیانہ نے حضرت گنگوہیؒ کے نام اپنے مکتوب کے اندر لکھا کہ:

"ہماری رائے میں علماء کا ایسے موقع پر توقف کرنا، عوام کو گمراہی میں ڈالنا ہے، کیونکہ عوام تاویل کا نام تک نہیں جانتے، اسی بناء پر علمائے شریعت نے حسین بن منصور حلاج کو قتل کروایا، حالانکہ اس سے کوئی ایسا کلمہ صادر نہ ہوا تھا جو قابل تاویل نہ ہو، آپ جیسے اہل فضل اور صاحب کمال سے تعجب ہوا کہ کلمات کفریہ کی تاویلات کے درپے ہوئے۔۔ مرزا غلام احمد کے حالات سے کما حقہ اطلاع حاصل کئے بغیر اس کو صالح مسلمان قرار دے دیا اور نادانستہ عوام کو گمراہی میں ڈالا"۔

(فتاویٰ قادریہ)

حضرت گنگوہیؒ کا مکتوب اور علماء لدھیانہ کا جوابی مکتوب دونوں "فتاویٰ قادریہ" کے علاوہ مؤرخ اسلام حضرت مولانا ابو القاسم محمد رفیق دلاوری رحمہ اللہ علیہ (تلمیذ رشید حضرت شیخ الہندؒ) کی شہرہ آفاق کتاب "رئیس قادیان" میں بھی شائع ہو چکے ہیں جو پہلے دو حصوں میں الگ الگ شائع ہوتی رہی اور اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے دونوں حصوں کو یکجا کر کے ایک ہی جلد میں شائع کر دیا ہے، مذکورہ مکاتیب اس کے ص: ۳۷۲ تا ۳۷۹ میں منقول ہیں۔ تفصیلی خطوط وہیں ملاحظہ کر لئے جائیں، ان دونوں مکتوبات کے اندر دو پہلو پوری طرح واضح ہیں۔

۱:- یہ کہ دونوں فریق فتویٰ کے ایک ایک احتیاطی پہلو پر عمل کا مظاہرہ کر رہے ہیں، حضرت گنگوہیؒ اگر فتویٰ میں تکفیر مسلم (بلاثبوت وتحقیق) سے گریز کر کے احتیاطی پہلو پر عمل پیرا تھے تو علماء لدھیانہ عوام الناس کو مرزا قادیانی کے خود تراشیدہ دعووں کی گمراہی سے بچانے کے احتیاطی پہلو کو اختیار کئے ہوئے تھے اور اصحاب علم وفہم اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ فتویٰ کے اندر یہ دونوں پہلو بہت نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

۲:- یہ کہ علماء لدھیانہ مرزا قادیانی کی "براہین احمدیہ" کا مطالعہ کر چکے تھے لدھیانہ کے اندر اس کے دعاوی سن چکے تھے اور اس کے طرز وطریق کافی حد تک جان چکے تھے، گویا وہ مرزا قادیانی کی شخصیت، اس کی تحریک، اس کے حالات وتعلیمات اور اس کے مقاصد سے پوری طرح واقف ہو چکے تھے، اس کے برعکس حضرت گنگوہیؒ کی معلومات مرزا قادیانی کے بارہ میں صرف شنیدہ حد تک تھیں اور دیدہ وشنیدہ میں فرق ہر ایک پر واضح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے بارہ میں مکمل معلومات حاصل ہونے کے بعد حضرت گنگوہیؒ نے علماء لدھیانہ کے فتویٰ کفر کو نہ صرف تسلیم کیا، بلکہ بھرپور طریقہ سے اس کی تائید وتصدیق بھی کی، یہاں تک کہ مرزا قادیانی کی مناظرانہ چیلنج بازیوں کا ناطقہ بند کر دیا۔

علمائے لدھیانہ کی دارالعلوم دیوبند میں حاضری

حضرت گنگوہیؒ اور علماء لدھیانہ کے مابین مذکورہ خط وکتابت کے بعد اسی سال دارالعلوم دیوبند کا سالانہ جلسہ دستار بندی قریب آگیا، چنانچہ علماء لدھیانہ اس جلسہ میں شرکت کے لئے ۱۲ جمادی الاول ۱۳۰۱ ہجری کو دیوبند پہنچے، جلسہ کے موقع پر حضرت گنگوہیؒ بھی (گنگوہ شریف سے) دیوبند تشریف لائے تھے اس موقع پر ملک بھر (متحدہ ہندوستان) سے بڑے بڑے علماء کرام بھی تشریف لائے ہوئے تھے، علماء لدھیانہ نے ان اکابر علماء کی موجودگی میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کا کچھ حال بیان کیا اور انہیں مرزا قادیانی کے دعاوی ومقاصد کے بارہ میں تفصیلی حالات سے آگاہ کیا اور اس کی بعض تحریرات بھی بطور ثبوت دکھلائیں۔

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کی وضاحت

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، حضرت مولانا مملوک علی نانوتویؒ کے فرزند ارجمند اور حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ کے شاگرد رشید تھے، قیام دارالعلوم دیوبند کے بعد دارالعلوم کے پہلے صدر مدرس مقرر ہوئے اور اپنی وفات (۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ) تک اس عظیم منصب پر فائز رہے، علماء لدھیانہ نے جب انہیں مرزا قادیانی کے بارہ میں تفصیلی حالات سے آگاہ کیا تو انہوں نے حالات سن کر فرمایا کہ:

"میں مرزا غلام احمد کو اپنی تحقیق میں ایک آزاد خیال، لامذہب جانتا ہوں، چونکہ آپ (یعنی علماء لدھیانہ) قریب الوطن ہونے کی وجہ سے اس کے تمام حالات سے بخوبی واقف ہیں، اس لئے آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا، اس کے علاوہ آپ نے اس شخص کی کتاب "براہین احمدیہ"

پڑھی ہے اور میں نے اور مولوی رشید احمد صاحب (گنگوہی) نے اس کا مطالعہ نہیں کیا۔" (رئیس قادیان ص:۳۸۰٬۳۷۹)

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کی مذکورہ وضاحت کا ایک ایک جملہ فتویٰ کی اصولی احتیاط ظاہر کر رہا ہے اور وہ اصول فتویٰ کی روشنی میں برملا اس چیز کا اعتراف فرما رہے ہیں کہ علماء لدھیانہ چونکہ مرزا قادیانی کے بارہ میں معلومات کاملہ کی بنیاد پر اس کے خلاف فتویٰ کفر دے رہے ہیں' اس لئے ہم ان کو منع نہیں کرتے۔ البتہ خود فی الوقت فتویٰ کفر اس لئے نہیں دیتے کہ ہم نے ابھی تک نہ تو "براہین احمدیہ" کا مطالعہ کیا' نہ مرزا قادیانی کے کلمات کفریہ خود سنے اور نہ ہی اس کے دعاوی باطلہ کی تحریرات ہماری نظر سے گزریں' البتہ علماء لدھیانہ کی فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر مولانا یعقوب نانوتویؒ نے مرزا قادیانی کے بارہ میں درج ذیل تحریری مؤقف ان کو ارسال کر دیا:

"یہ شخص (مرزا قادیانی) میری دانست میں لامذہب معلوم ہوتا ہے' اس شخص نے اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا' معلوم نہیں اس کو کسی روح کی اویسیت ہے مگر اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت اور علاقہ نہیں رکھتے"۔ (رئیس قادیان ص:۳۸۰)

ہمارے خیال میں احتیاط کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس سے زیادہ واضح مؤقف تحریر میں لانا ممکن نہ تھا' جو حضرت نانوتویؒ نے تحریر فرما دیا۔

حضرت گنگوہیؒ کی تائید

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ سے مذکورہ تحریری وضاحت حاصل کرنے کے بعد علماء لدھیانہ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت نانوتویؒ کا مؤقف ان کے سامنے پیش کر دیا' اس پر

لوگ کہتے ہیں ہمیں ختم نبوت والے

ناز کیوں کر نہ کریں آپؐ سے نسبت والے
لوگ کہتے ہیں ہمیں ختم نبوت والے
جن کو ہے ختم نبوت کی حفاظت کا جنون
قسم اللہ کی یہی لوگ ہیں قسمت والے
قافلہ ختم نبوت کا ہے وہ جس میں ہیں سب
معرفت والے' یقیں والے' فراست والے
یہ کھلی بات ہے مرزائی ہیں غدار وطن
کیوں سمجھتے نہیں یہ بات حکومت والے
یاد تو ہوگا تمہیں قصۂ فرعون و کلیم
غرق جھوٹے ہوئے اور پار صداقت والے
تیرے دشمن سے امینؔ لڑتا ہوا مر جائے
یہ ہے خواہش مری اے تاج شفاعت والے

سید امین گیلانیؒ

حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ: "مولانا محمد یعقوبؒ ہم سب کے بڑے ہیں' جو کچھ وہ فرمائیں گے مجھے بسرو چشم قبول ہوگا"۔ (ایضاً ص:۳۸۰)

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے مذکورہ فرمان کہ مرزا قادیانی آزاد خیال اور لامذہب ہے' صحبت اہل اللہ اور ان کے فیض باطنی سے محروم ہے اور اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے' حضرت گنگوہیؒ کی طرف سے اس فرمان کی غیر مشروط تائید کے بعد ان کا سابقہ مؤقف کہ میں مرزا قادیانی کو صالح مسلمان جانتا ہوں' خود بخود منسوخ ہو جاتا ہے' اس تائید کے بعد ان کے سابقہ مؤقف سے استدلال کرنا سراسر ظلم اور صریح ناانصافی ہے۔

شاہ عبدالرحیمؒ کا خواب اور مرزا قادیانی کی بے دینی

حضرت گنگوہیؒ اور مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ سے ملاقات کے بعد علماء لدھیانہ نے شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ سے ملاقات کی اور انہیں مرزا قادیانی کے افکار ونظریات سے آگاہ کیا' شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ (رائے پوری) ظاہری وباطنی علوم کے جامع اور حضرت گنگوہیؒ کے خلیفہ مجاز تھے' انہوں نے مرزا قادیانی کے حالات اور اس پر علماء لدھیانہ کے فتویٰ کفر سے علماء کے اختلاف کا تذکرہ سنا تو فرمایا: میں اس کے لئے استخارہ کروں گا' تاکہ اس کے بارہ میں کوئی غیبی اشارہ مل جائے' چنانچہ انہوں نے استخارہ کیا اور فرمایا:

"میں نے دیکھا کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) بھینسے پر اس طرح سوار ہے کہ منہ دم کی طرف ہے' جب غور سے دیکھا تو اس کے گلے میں زنار (غیر مسلموں کا علامتی نشان جو عیسائی' یہودی' مجوسی کمر میں اور ہندو گلے میں دھاگے کی صورت میں ڈالتے ہیں) نظر آیا' جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے جو علماء اس کی تردید میں اب متردد ہیں' کچھ عرصہ بعد وہ بھی اسے خارج از اسلام قرار دیں گے"۔

(ایضاً ص:۳۸۰)

شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف ثابت ہوئی' نہ صرف وہ علماء جو فتویٰ کفر دینے میں متردد تھے' بلکہ مرزا قادیانی کی تائید ونصرت کرنے والے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم جیسے علماء بھی اس کے خلاف فتویٰ کفر پر متفق ہوئے اور علمائے امت نے مرزا قادیانی کے خلاف متفقہ فتویٰ کفر شائع کیا۔

(جاری ہے)

مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی

مرزا قادیانی کے خلاف
حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ کفر

حضرت گنگوہیؒ کا مطبوعہ فتویٰ کفر

جب خان احمد رضا خان صاحب بریلوی نے (حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ وغیرہ) اکابر علماء دیوبند کی بعض عبارات میں قطع برید کر کے اور ان کو خانہ ساز مفہوم کا جامہ پہنا کر علماء حرمین شریفین سے ان کے خلاف کفر کا فتویٰ حاصل کر لیا' تو شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ نے علماء حرمین شریفین کو خان صاحب بریلوی کے مکروفریب اور دجل وتلبیس سے آگاہ کیا اور ان کے سامنے اسلاف دیوبند کے عقائد ونظریات کی اصل وحقیقی تصویر رکھی' اس پر علماء حرمین شریفین نے اپنی تسلی کے لئے ۲۶ سوالات مرتب کر کے علماء دیوبند کے پاس ارسال کئے۔ فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے علماء دیوبند کے نمائندہ کی حیثیت سے ان کے جوابات تحریر کئے جو ''المہند علی المفند'' کے نام سے عربی میں طبع ہوئے اور پھر حضرت سہارنپوریؒ نے ہی ان کا اردو ترجمہ کیا اور آج کل وہ عربی متن اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں' اس وقت کے جید اکابر علماء دیوبند حضرت شیخ الہندؒ حضرت تھانویؒ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ وغیرہ نے ان کی تائید وتصدیق فرمائی' اس اعتبار سے وہ جماعت دیوبند کی ایک اجماعی دستاویز ہے' علماء حرمین شریفین نے جو سوالات ارسال کئے ان میں ایک سوال مرزا قادیانی سے متعلق بھی تھا' اس کے جواب میں حضرت مولانا سہارنپوریؒ فرماتے ہیں کہ:

''ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعیٔ نبوت ومسیحیت مرزا قادیانی کے بارہ میں یہ قول ہے کہ شروع شروع میں جب تک اس کی بدعقیدگی ہم پر ظاہر نہ ہوئی' بلکہ یہ خبر پہنچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے' اور تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ مسلمان کو مسلمان سے زیبا ہے' ہم اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل کرتے رہے اور اس کے بعد جب اس نے نبوت ومسیحیت کا دعویٰ کیا' اور عیسیٰ مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس پر کافر ہونے کا فتویٰ دیا' قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا ہے اور بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے' یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں''۔

(المہند علی المفند ص:۷۲،۷۱)

اس سے واضح ہے کہ حضرت گنگوہیؒ کا مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ کفر باقاعدہ طور پر شائع ہو چکا ہے' ہمیں تو تلاش بسیار کے باوجود وہ دستیاب نہیں ہو سکا' ممکن ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ریکارڈ میں وہ موجود ہو اور ''احتساب قادیانیت'' کی کسی جلد میں شائع ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری مدظلہ کے مرتبہ ''فتاویٰ ختم نبوت'' کی کسی جلد میں شائع ہو چکا ہو' کیونکہ ہمیں اس کی تیسری جلد کے علاوہ کسی جلد کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا' بہرحال اس فتویٰ کا جاری وشائع ہونا ایک مسلم حقیقت ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کے مکاتیب' مفاوضات رشیدیہ

حضرت مولانا سید محمد اشرف علی سلطان پوریؒ کا شمار شیخ المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری نور اللہ مرقدہ کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے اور طریقت میں وہ حضرت گنگوہیؒ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں' اپنے شیخ ومرشد حضرت گنگوہیؒ سے اپنی فکری وباطنی اصلاح کے لئے انہوں نے مختلف عنوانات پر جو خط وکتابت کی اسے انہوں نے اپنے پاس محفوظ رکھا' اگست ۱۹۳۸ء میں ان کے صاحبزادہ حکیم سید نور الحسن منظور سلطان پوری مرحوم نے اپنے والد بزرگوار کے نام حضرت گنگوہیؒ کے وہ مکاتیب ''مفاوضات رشیدیہ'' کے نام سے شائع کر دیئے۔ یہ رسالہ استاذ المکرم حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ صاحب گورمانی زید مجدہم کے کتب خانہ میں موجود ہے اور انہوں نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے ہمیں وہ پورا رسالہ فوٹو کاپی کرا کے عنایت فرمایا۔ خدا تعالیٰ ان کا سایہ صحت

وسلامتی کے ساتھ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ہمیں ان کے علوم و فیوض کی برکات سے ہمیشہ مستفید ہونے کی توفیق بخشے آمین۔

حضرت گنگوہیؒ کے ان مکاتیب میں سے بعض مرزا قادیانی سے بھی متعلق ہیں' ان مکاتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ جوں جوں مرزا قادیانی کی ماموریت' مجددیت اور مہدویت کے دعاوی سے نبوت ورسالت کی طرف پیش رفت جاری رہی توں توں حضرت گنگوہیؒ کے اس کے بارہ میں تاثرات وفتاویٰ میں بھی تبدیلی وشدت آتی چلی گئی جو بالآخر فتویٰ کفر تک پہنچی۔ آیئے ان مکاتیب کے مطالعہ اور حوالہ سے حضرت گنگوہیؒ کا نکتہ نظر سمجھنے کی کوشش کریں۔

پہلا مکتوب: قادیانی کا عقیدہ ناحق ہے' البتہ تکفیر مناسب نہیں

مولانا محمد اشرف علی سلطان پوریؒ نے مرزا قادیانی کے اس وقت کے مطبوعہ بعض افکار ودعاوی کے شرعی حکم کے بارہ میں حضرت گنگوہیؒ سے ان کا مؤقف دریافت فرمایا' تو حضرت گنگوہیؒ نے درج ذیل جواب تحریر فرمایا:

''مولوی اشرف علی ' بعد سلام مسنون مطالعہ فرمائیں۔ عقیدہ جمہور خلف وسلف علمائے معتبرین کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے نزول فرمائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے جو ایک شخص خاص زندہ مدعی الوہیت کا خروج کرے گا اور اس باب میں جس قدر احادیث صحاح ہیں کہ خروج دجال ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اثبات ان احادیث سے ہوتا ہے وہ سب اپنے حقیقی معانی اور ظاہر پر ہیں نہ اس بات میں تاویل۔ ہے نہ معنی مجاز واستعارہ کے اشارہ غیر مفہوم' غیر متبادر معنی کی طرف ہے' پس صاحب فتح الاسلام مرزا غلام احمد نے جو اس کے خلاف تحقیق کیا ہے کہ احادیث کے ظاہر معنی مراد نہیں اور استعارات ہونا اس کا ثابت کیا ہے اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور خروج دجال موعود معین کا انکار کیا ہے اور اس کو اپنا عقیدہ اور حق الامر قرار دیا ہے' یہ تحقیق ان کی اور یہ عقیدہ ان کا اور یہ مراد لینا ان کا ان اخبار سے خطا فاش اور انحراف جادۂ صواب ہے' اس میں چند وجوہ ہیں:

اولاً: باتفاق تمام اہل لغت وعلمائے دین کے نصوص کو معانی حقیقی پر حمل کرنا واجب ہے' جب تک یہ قرینہ بندی محقق نہ ہو۔

ثانیاً: عقائد کے باب میں ایسے استعارات واشارات سے ارشاد کرنا شارع علیہ السلام کا اس عقیدہ کو کہ سوائے ایک دو مفہم محدث طبقہ تیرہویں صدی کے کوئی اس کی مراد کو نہ پہنچے منصب نبوت کے خلاف ہے' کیونکہ ایسے احکام کو واضح طور پر بیان کرنا ضروری ہوتا ہے نہ کہ بطور معما کے۔

ثالثاً: اس تحقیق سے تمام علمائے سلف وخلف کو نہ فہم کرنے والے مراد ان احادیث کے قرار دینا کہ کوئی بھی آج تک ان احادیث کے مقصد کو نہ سمجھا یہ سخت آفت ہے۔

رابعاً: تمام امت کو عقیدہ ناحق وناصواب پر معتقد قرار دینا کہ وہ سب متقول ایسے امر پر مدت العمر متفق ومدعی رہے' یہ بھی نہایت نازیبا رائے ہے۔

خامساً: حدیث لا تجتمع امتی علی الضلالۃ کو رد کر دینا ہے کہ ہر طبقہ کے علماء اس عقیدہ ناصواب کے سبب مجتمع علی الضلالۃ ہو جاتے ہیں' لہذا واضح رہے کہ یہ عقیدہ محدثہ مخترعہ ناصواب وناحق ہے۔۔۔۔ مگر مع ہذا اس صاحب عقیدہ کی تکفیر مناسب نہیں اور انتظار جلد ثالث کا کرنا چاہئے کہ وہ خود توقف کرتا علماء کا تا مطالعہ جلد ثالث تحریر وتقریر سے لکھتے ہیں: بندہ انتظار جلد ثالث کا کرتا تھا' اب آپ کے تقاضے سے اپنی رائے سے آپ کو مطلع کرتا ہوں اور تخالف اس عقیدہ سے ظاہر کرتا ہوں فقط والسلام۔ مرزا صاحب سے ملنے میں مضائقہ نہیں''۔

تبصرہ

حضرت گنگوہیؒ کے مذکورہ بالا مکتوب پر تاریخ درج نہیں' لیکن اس سے پچھلے مکتوب (محررہ ۱۰ جمادی الاول ۱۳۰۸ھ) اور اس کے بعد والے مکتوب (محررہ' ۲۴' جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکتوب ان دونوں مکاتیب کے درمیانی عرصہ کا ہے اور یہ وہ دور ہے جب مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے ''فتح الاسلام اور توضیح مرام'' دونوں کتب شائع ہو چکی تھیں' یہ دونوں کتب ۱۸۹۰ء کے آخر میں تحریر کی گئیں اور ۱۸۹۱ء کے آغاز میں شائع ہوئیں' ان دونوں کتب میں عقیدہ حیات ونزول مسیح علیہ السلام' سے انکار کیا گیا تھا اور انہی کے تیسرے حصہ ''ازالہ اوہام'' کا اعلان کیا گیا تھا کہ وہ عنقریب طبع ہوگی اور حضرت گنگوہیؒ اسی کی اشاعت کا انتظار کر رہے تھے تاکہ اس کے بعد اپنی فائنل وحتمی رائے کا اظہار کیا جائے۔ یہ ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء کے آخر میں طبع ہوئی لیکن اس کی اشاعت سے قبل مولانا اشرف علی سلطان پوریؒ نے جب ان دونوں مطبوعہ کتب'' فتح اسلام اور توضیح مرام'' میں حیات مسیح وغیرہ اجماعی مسائل سے انکار کیا گیا تھا' اس لئے حضرت گنگوہیؒ نے مرزا قادیانی کے ان نظریات فاسدہ کو من گھڑت' خود تراشیدہ بے بنیاد

اور ناحق قرار دیا' البتہ فتویٰ کفر جاری کرنے سے از راہ احتیاط گریز کیا' مرزا قادیانی کے اس باطل خود عقیدہ کو بے بنیاد اور ناحق ثابت کرنے کے لئے حضرت گنگوہیؒ نے درج ذیل پانچ بنیادیں قائم کیں۔ ملاحظہ فرمایئے!:

اولاً: یہ کہ علماء دین اور ائمہ لغت کے ہاں یہ اصول متفق علیہ ہے کہ منصوص ومعروف مسائل اور ظاہر کلام کے اندر الفاظ کو حقیقی وظاہری معانی پر محمول کرنا ضروری وواجب ہے جب تک کہ کسی قطعی ویقینی دلیل خارجی کے ساتھ کوئی دوسرا (اصطلاحی وعرفی وغیرہ) معنی ثابت ومتعین نہ ہو جائے' چونکہ نزول مسیح اور خروج دجال وغیرہ احادیث صحیحہ میں موجود الفاظ کے کسی قطعی ویقینی دلیل خارجی کے ساتھ وہ معانی ثابت نہیں ہوتے' اس لئے ان کو حقیقی وظاہری معانی پر ہی محمول کیا جائے گا اور مرزا صاحب کے اشارات واستعارات پر مبنی معانی باطل ومردود قرار پائیں گے۔

ثانیاً: یہ کہ شرعی وفطری طور پر صاحب شریعت (آنحضرت ﷺ) پر یہ لازم وضروری ہے کہ وہ عقائد واحکامات اور دیگر اسلامی تعلیمات کے اندر ایسے الفاظ استعمال کرے جو عام فہم ہوں اور امت آسانی سے ان کے مفہوم اور مقصود تک رسائی حاصل کر سکے' شارع علیہ السلام کی طرف سے عقائد اور احکامات کی تعلیمات شرعیہ میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جن کا معنی ومفہوم امت کا کثیر طبقہ نہ سمجھ سکے صرف گنتی کے چند افراد ہی اس کے مفہوم ومقصود تک رسائی حاصل کر سکیں منصب نبوت ورسالت کے سراسر خلاف ہے' کیونکہ پیغمبر کا مقصد مسائل کو کھول کر بیان کرنا ہوتا ہے' نہ کہ مسائل کو معما بنا کر۔

ثالثاً: یہ کہ اگر مرزا صاحب کے مفہوم ومؤقف کو بالفرض درست تسلیم کر لیا جائے تو اس سے العیاذ باللہ تعالیٰ! یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ مرزا صاحب سے پہلے کے تیرہ سو سالہ ائمہ سلف وخلف ان احادیث کے حقیقی مفہوم ومقصود سے محروم رہے اور یہ احادیث ان کے نزدیک فقط ایک معما رہیں اور یہ امت مسلمہ کے لئے ایک بہت بڑی آفت ہے یعنی امت کے لئے یہ آزمائش ہے کہ تیرہ سو سالہ اکابر اگر ان احادیث کے مفہوم ومقصود تک رسائی حاصل کرنے سے محروم رہے تو باقی دینی تعلیمات کے بارہ میں ان پر کسی حد تک اطمینان کیا جائے؟

رابعاً: یہ کہ اگر مرزا صاحب کا پیش کردہ معنی ومفہوم بالفرض صحیح اور حق تسلیم کر لیا جائے تو اس سے امت کے تیرہ سو سالہ اکابر واصاغر کے قبول کردہ معنی ومفہوم کا باطل ہونا لازم آتا ہے' گویا وہ اکابر مدت العمر تک صرف مکھی پر مکھی مارتے رہے اور اسی باطل وناحق عقیدہ کی اشاعت کرتے رہے' العیاذ باللہ تعالیٰ! گویا اس اعتبار سے ان کا ایک معنی ومفہوم پر اتفاق بھی باطل اور اس کی دعوت بھی باطل اور یہ ایک انتہائی غلط اور نازیبا حرکت ہے۔

خامساً: یہ کہ مرزا قادیانی کا یہ تصور جدید آنحضرت ﷺ کے فرمان: ''ان اللہ لایجمع امتی علی الضلالۃ'' کے بھی خلاف ہے' کیونکہ اس فرمان نبوی کی روشنی میں تو ایک دور کے اہل حق کا کسی باطل وگمراہ کن نظریہ پر جمع ہونا ممکن نہیں' چہ جائیکہ تیرہ سو سال کے مختلف ادوار کے اہل حق سارے کے سارے کسی گمراہی پر جمع ہو جائیں' لہٰذا مرزا قادیانی کا یہ تصور ونظریہ سراسر باطل وبے بنیاد ہے۔

قطب الارشاد حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی بیان کردہ مذکورہ پانچ بنیادیں فہم قرآن وحدیث کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہیں' ان بنیادوں کو اگر اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے تو قرآن وسنت کے فہم میں انسان کبھی ٹھوکر نہیں کھا سکتا' ماضی وحال کے جس فتنہ نے بھی فکری ونظریاتی ٹھوکر کھائی ہے وہ صرف مذکورہ بنیادوں سے انحراف کی بنیاد پر کھائی ہے اور یہ خرابی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان انانیت وخود پسندی کا شکار ہو جائے اور اپنے بڑوں پر اعتماد باقی نہ رہے' علم وعقل میں خود کو ان سے بڑھ کر یا ان کے برابر سمجھنے لگے۔

☆☆..........☆☆

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد دوم

از ۱۸۹۴ء تا ۱۸۹۷ء

الناشر

الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ ربوہ

۱۲۵

ایک فیصلہ کرنے والا اشتہار انعامی ہزار روپیہ

میاں رشید احمد گنگوہی وغیرہ کی ایمانداری پرکھنے کیلئے جنہوں نے

اس عاجز کی نسبت یہ اشتہار شائع کیا ہے کہ یہ شخص کافر اور دجال اور شیطان ہے اور

اس پر لعنت اور سب و شتم کرتے رہنا ثواب کی بات ہے اور اس اشتہار کے وہ سب مخاطب ہیں جو کافر اور

کافر کہنے سے باز نہیں آتے خواہ لدھیانوی ہیں یا امرتسری یا غزنوی یا بٹالوی یا گنگوہی یا پنجاب

اور ہندوستان کے کسی اور مقام میں الا لعنۃ اللہ علی الکافرین المکفرین الذی یکفرون

المسلمین۔ اب ان سب پر واجب ہے کہ اپنے ہم جنس مولوی محمد حسن صاحب لدھیانوی کو قسم دلا کر

ہزار روپیہ ہم سے لے لیں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ وہ سب بباعث تکفیر مسلم اور انکار حق کے

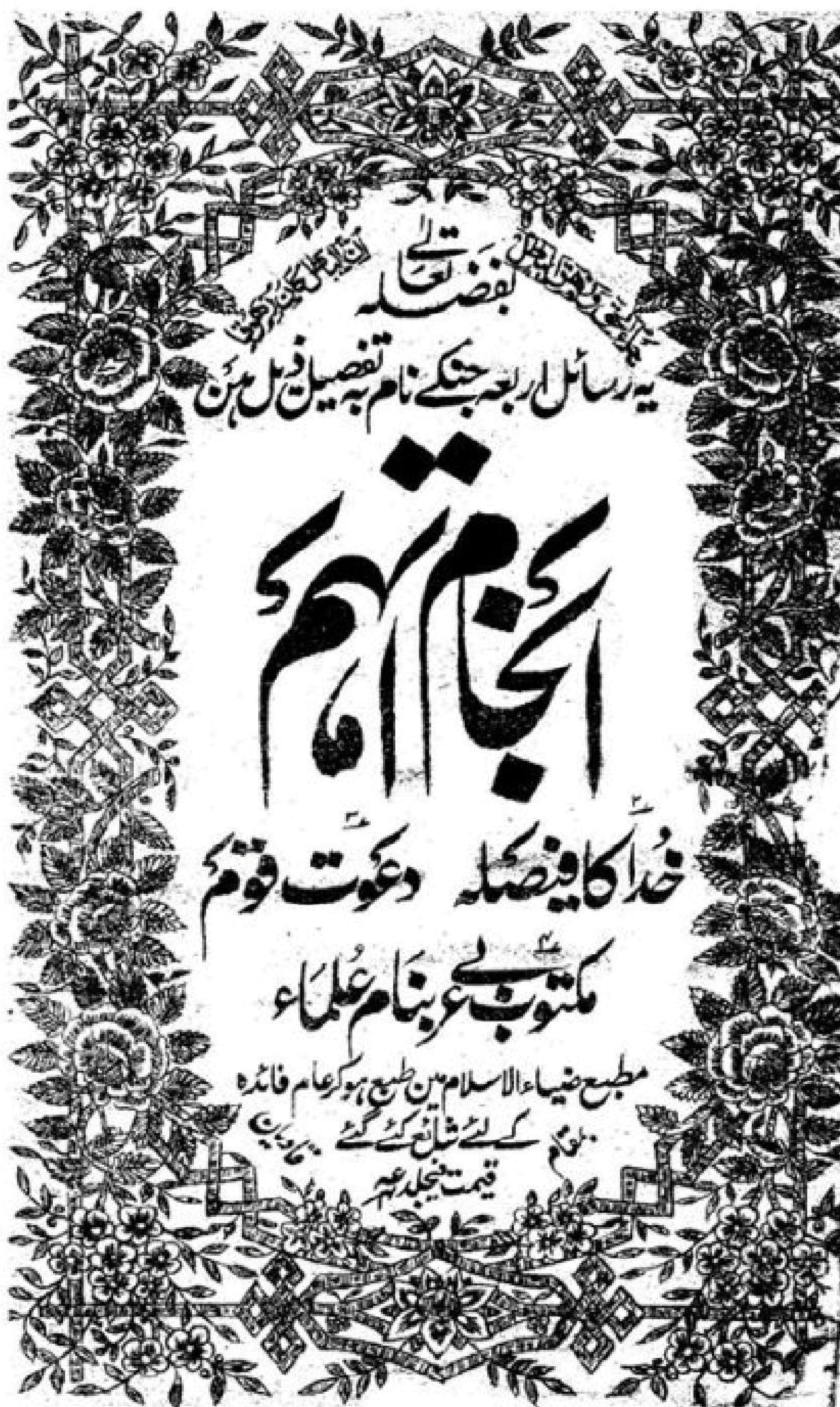
خود ہی لعنت میں مبتلا ہو کر تمام شیاطین کے ساتھ جہنم میں پڑیں گے اور

نیز یاد رہے کہ قسم اسی مضمون کی ہوگی جو اشتہار

ہذا میں درج ہے

اے علمائے مکفرین ان آثار اور اخبار کی نسبت کیا کہتے ہو* جن کو امام عبدالوہاب شعرانی اور دوسرے اکابر متقدمین نے اپنی اپنی کتابوں میں مبسوط طور پر نقل کیا ہے جن میں سے کچھ حصہ مولوی صدیق حسن خان بھوپالوی نے اپنی فارسی کتابوں حجج الکرامہ وغیرہ میں بطور اختصار لکھا ہے کہ مہدی گروہ کے چار نشان خاص ہیں جن میں اس کا غیر شریک نہیں۔

* نوٹ۔ یہ کہنا بے جا ہوگا کہ یہ احادیث ضعیف ہیں یا بعض روایات مجروح ہیں یا حدیث منقطع اور مرسل ہے۔ کیونکہ جس حدیث کی پیشگوئی واقعی طور پر سچی نکلی اس کا درجہ فی الحقیقت صحاح ستہ سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ اس کی صداقت بدیہی طور پر ظاہر ہو گئی۔ غرض جب حدیث کی



بفضلہ تعالیٰ

یہ رسائل اربعہ جنکے نام بہ تفصیل ذیل ہیں

انجام آتھم

خدا کا فیصلہ　　دعوت قوم

مکتوب عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ
کے لئے شائع کئے گئے

قیمت مجلد

واعتلقت اظفاره بعرضي كالذياب - ومخلبه بثوبي كالكلاب - ونطق بكلم

وناخنهای همچو گرگان بآبروی من آویخت - وپنجه همچو سگان بجامه من درآویخت - وسخنانے برزبان

لا ينطق بمثلها الا شيطان لعين - وآخرهم الشيطان الاعمى - والغول الاغوى

خود آورد که بجز شیطان لعین هیچکس بدان گونه تکلم نکند - واز همه آخر شیطان کوراست ودیو گمراه -

يقال له رشيد الجنجوهي - وهو شقي كالامروهي - ومن الملعونين -

که او را رشید احمد گنگوهی می گویند - واو همچو محمد حسن امروهی بدبخت است و زیر لعنت خدا تعالیٰ است

فهؤلاء تسعة رهط كفرونا وسبونا وكانوا مفسدين - ونذكر

پس این نُه شخص اند که تکفیر ما کردند ودشنامها دادند واز مفسدان هستند - وما با او شان

معهم الشيخين المشهورين - يعني الشيخ اله بخش التونسوي والشيخ غلام نظام الدين

دو مشهور شیخ را نیز ذکر می کنیم - یعنی شیخ اله بخش تونسوی وشیخ غلام نظام الدین بریلوی -

يشاع في الديار والبلدان - فيومئذ تسود وجوه المنكرين - وانا نصرنا في افكارنا

سنن الرحمان شده است - وعنقریب آن کتاب در شهرها شائع کرده خواهد شد - پس در آن روز روی

وايدنا في انظارنا - من الله رب العالمين - ودسنا فيه كل دوس - الذين يقولون

منکران سیاه خواهد گردید - وما در فکرهای خود ونظرهای خود از خدا تعالیٰ تائید یافتیم - وما آنان را که میگویند

ان العربية ما سبق غيره بطوس - بل هي كاللباس المستبذل لو الوعاء المستعمل

که عربی در حسن خود بر غیر خود سبقت نبرده است بلکه آن مثل لباس کار آمده یعنی کهنه وظرف مستعمل یعنی

وكشئ هو سقط صلفة غير معين -

بیکار است ومثل چیز ردی بی سود است که هیچ نفع نه بخشد - ودر آن کتاب بخوبی پامال کردیم -

وانا اثبتنا دعوانا حق الاثبات - وارينا الامر كالبديهيات - مبين غير مستطير -

وما دعوی خود را چنانکه حق ثابت کردن است ثابت کردیم - وامر مقصود را مثل بدیهیات نمودیم - و

مفاوضہ ٢٦ :-

مولوی محمد اشرف علی صاحب سلمہٗ - بعد سلام مسنون آنکہ آپ کا خط آیا صلاح احوال پر شکر کرتا ہوں - مرزا حسب وعدہ فخر عالم علیہ السلام دجال کذاب پیدا ہوا ہے - مثل مختار (ثقفی) کی اوّل دعوٰی تائید دین کیا اب مدعی نبوت مدپردہ ہوکر مضل خلق ہوا اور بڑا چالاک ہے - کہ اشتہار مناظرہ دیتا ہے - اور جب کوئی مقابل ہوتا ہے لطائف الحیل سے ٹال دیتا ہے - اور مناظرۂ موت و حیات عیسٰی علیہ السلام میں کرتا ہے - اور اپنے دعوٰی کے باب میں بالکل مناظر نہیں ہوتا - بندہ نے اس کے باب میں فتوٰی لکھا ہے - وہ ملفوف ہے ہرگز تردّد نہ کرنا چاہیئے - جو نصوص کا منکر ہوگا - وہ اہل ہوا میں داخل ہے - آپ اپنی طرف کے لوگوں کو قطعاً ممانعت اس سے ملنے کی کر دیں - ہرگز اسکے ناحق و اہل باطل ہونے میں تامّل نہ فرماویں - فقط والسّلام -

٢٧ ر ذی قعدہ ١٣٠٩ھ

مفاوضہ ٢٧

مولوی محمد اشرف علی صاحب مد فیوضہم بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند آپ کا خط آیا حال دریافت ہوا - جو کچھ اپنا حال زار لکھا ہے - وہ سب اثر اس احقر الناس کا ہے - کہ جس سے کوئی محبت کرتا ہے - اس کا اثر حال اسپر واقع ہوتا ہے - مگر توقع افضال الٰہی تعالٰی شانہٗ

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ

مُفاوضاتِ رشیدیہ

یعنی

مکتوبات حضرت مولینا مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رحمۃ اللہ

بنام

حضرت مولینا سید محمد اشرف علی صاحب سلطانپوری

جنکو

احقر حکیم نور الحسن منظور سلطانپوری نے بعد تالیف شایع کیا

ملنے کا پتہ

حکیم نور الحسن طبیب بلدیہ سلطانپور لودہی ریاست کپورتھلہ پنجاب

ماہ اگست ١٩٣٨ء

طبع اول

انی اعتزال لایجتری علیہا الاجاہل غوی ولایعتقد علیہا الاضال شقی واللہ سبحانہ ولی الرشاد واعلم بحال العباد۔

پھینک رہی یعنے رد کر رہی ہین۔ اور وہ باجماع مسلمین مردود ہین۔ راہ راست سے ایسے برکنار ہین کہ کوئی شخص بجز جاہل اور گمراہ کے انپر جرأت نہین کرسکتا۔ اور انکا معتقد نہین ہوسکتا۔

العبد محمود دیوبندی

یہ جواب صحیح ہے مرزا غلام احمد کادیانی بوجہ ان تاویلات فاسدہ اور ہفوات باطلہ کے منجملہ دجالون کذابون خارج از طریقۂ اہل سنت و داخل زمرۂ اہل اہوا ہے اور

[redacted]

العبد رشید احمد گنگوہی

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وبعد فاقول وانی علی بینۃ من ربی ان من کانت اعتقاداتہ کما ذکرت فی السوال فہو من اہل الاہواء والضلال۔ ولیس ہو من ابن مریم علیہما السلام فی شئ ولکنہ مثیل المسیح الدجال وہل یجتری رجل فی قلبہ مثقال ذرۃ من ایمان۔ علی ان یضع الاحادیث عن مرتبۃ التفسیر ویرفع اقاویلہ الباطلۃ الی ان ینکس بسببہ الاحادیث ویأول القرآن۔ این ہو من قولہ تبارک وتعالیٰ ویکلم الناس فی المھد وکہلا فقد تکلم

حمد وصلوٰۃ کے بعد۔ جس شخص کے اعتقاد ایسے ہون جو سوال مین مذکور وہ اہل ہوا و گمراہ ہے۔ ابن مریم سے اسکا کوئی تعلق نہین وہ تو مسیح دجال کا مثیل و نظیر ہے۔ جسکے دل مین ذرا بھی ایمان ہے۔ اسکی کبھی جرأت نہین ہوسکتی کہ حدیث کو تفسیر قرآن ہونے کے مرتبہ سے نیچے گرائے۔ اور اپنی اقاویل باطلہ کو اسقدر اونچا کرے کہ ان اقوال کے سبب احادیث کا انکار

اھتدی، ومن اخطأ طریقھم غوی وردیٰ، وبعد فان مااعتقدہ القادیانی واتباعہ إلحاد بلامراء وإبطال للشریعۃ المستقیمۃ البیضاء، لیس لہ فیہ شاھد من الکتاب وسنۃ النبی المستطاب، واللہ تعالیٰ أعلم وعلمہٗ احکم.

بعد حمد وصلوٰۃ...... قادیانی اور اس کے پیرو جو اعتقاد رکھتے ہیں، وہ بلاشک الحاد ہے، اور شریعت کا ابطال ہے۔ اس اعتقاد پر کتاب وسنت کی شہادت پائی نہیں جاتی۔ کتبہ عزیز الرحمٰن دیوبندی

(ج) فتویٰ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی: الأمور المنسوبۃ إلی المرزا ھداناا للہ وإیّاہ، لاشک أنھامنبوذۃ بنصوص الدّین ومردودۃ بإجماع المسلمین. وجملۃ ھذہ الأقوال معتزلۃ عن الطّریق المستقیم، أي اعتزال لایجتری علیہ إلاّجاھلٌ غويّ، ولایعتقد علیہ إلاّضالٌ شقيّ. واللہ سبحانہٗ وليّ الرّشاد وأعلم بحال العباد.

جن مسائل کو قادیانی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، ان کو بلاشک نصوص قرآن وحدیث پھینک رہی ہیں، یعنی رد کر رہی ہیں اور وہ باجماع مسلمین مردود ہیں۔ راہ راست سے ایسے برکنار ہیں، کہ کوئی شخص بجز جاہل اور گمراہ کے ان پر جرأت نہیں کرسکتا، اور ان کا معتقد نہیں ہوسکتا۔

العبد محمود دیوبندی معروف مولوی محمود حسن صاحب

فتویٰ حضرت مولانا گنگوہیؒ

(۴۵) مرزا قادیانی منجملہ دجالون کذابوں میں یہ جواب صحیح ہے،(۱) مرزا غلام احمد قادیانی، بوجہ ان **سے ہے اس کے ماننے والے بھی ایسے ہی ہیں:** تاویلات فاسدہ اور ہفوات باطلہ کے، منجملہ دجالوں کذابوں کے، خارج از طریقہ اہل سنت وداخل زمرۂ اہل اہواء ہے، اور اس کے اتباع بھی مثل اس کے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد رشید احمد گنگوہی مہر: [رشید احمد](۲)

(۴۶) مرزا قادیانی ضال ومضل ہے: مرزا غلام احمد قادیانی کے کلمات ودعاوی، جہاں تک مجھے معلوم ہوئے، بیشک موجب فسق ہیں، اور وہ قطعاً فاسق وضال ومضل اور داخل، فرقہائے مبتدعہ واہل ہوا ہے۔ اس سے

---

(۱) یہ جواب یعنی فتاویٰ علماء دیوبند جو نمبر: ۴۸ کے بعد درج کیے گئے ہیں۔

(۲) یہ فتوے مجملہ اور فتاویٰ کے، اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بٹالوی کے رسالہ، ماہنامہ اشاعت السنہ، بٹالہ ضلع گورداسپور، کی اس خاص اشاعت میں چھپے تھے، جو تیرہویں جلد کے چارسے سات اور بارہ تیرہ نمبر شمارہ پر مشتمل ہے۔ مطبوعہ سنہ ۸......۱۳۰۷ھ مطابق سنہ ۱۸۹۱ء ص: ۳۷۲ [نور]

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا

مضمون آیت شریفہ پر حضرت علماء حرمین شریفین نے عمل فرمایا کہ احمد رضا خاں صاحب کوان تہمات کی جو انہوں نے حضرات دیوبند پر لگا کر حسام الحرمین میں شائع کی تھی تحقیق چاہی اور اصل عقائد معلوم فرما کر تصدیق و مواہیر سے زینت بخشی چنانچہ رسالہ

سنہ ١٣٢٥ھ نبوی

المهند على المفند

مسمّٰی بہ

التصديقات لدفع التلبيسات

مترجم

بتسمیہ

خادع أهل الحرمين على ماضي السنفرين

١٩٢٦ء

سے واضح ہو جائیگا کہ حسام الحرمین خانصاحب کی ہی پر چلی اور علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی علماء مصر و حماد و دمشق وغیرہ کے اکابر علماء نے بھی حضرات علماء دیوبند کو صحیح دیا فللہ الحمد حق نے باطل کو ملیامیٹ کیا اور رسالہ مذکورہ تمام ہو ظہا الحجۃ

باہتمام مولوی محمد طیب و مولوی محمد طاہر صاحبان مالکان مطبع و کتبخانہ تجارتی دیوبند

در مطبع قاسمی دیوبند طبع شد

أصحاب الحواشي عليه ومثله في شرح المقاصد وحواشي المواقف للچلپي وغيره وكذلك صرح به العلامة القوشجي في شرح التجريد والقونوي وغيرهم أعرضنا عن ذكر نصوصهم مخافة الإطناب والسآمة والله المتولي للرشاد والهداية۔

چہ بھی بیان کیا ہے ایسا ہی قاضی عضد نے شرح مختصر الاصول میں اور اصحاب حواشی نے حاشیہ پر اور ایسا ہی مضمون شرح مقاصد اور چلپی کے حواشی مواقف وغیرہ میں مذکور ہے اور ایسی ہی تصریح علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں اور قونوی وغیرہ نے کی ہے جنکی نصوص بیان

السؤال السادس والعشرون

ما قولكم في القادياني الذي يدعي المسيحية والنبوة فإن أناساً ينسبون إليكم حبه ومدحه فالمرجو من مكارم أخلاقكم أن تبينوا لنا هذه الأمور بياناً شافياً لينفضح صدق القائلين وكذبهم ولا يبقى الريب الذي حدث في قلوبنا من تشويش الناس

چھبیسواں سوال

کیا کہتے ہو قادیانی کے بارہ میں جو مسیح و نبی ہونیکا مدعی ہے کیونکہ لوگ تمہاری طرف نسبت کرتے ہیں کہ اس کو محبت رکھتے اور اسکی تعریف کرتے ہو تمہارے مکارم اخلاق سے امید ہے کہ ان مسائل کا شافی بیان لکھو گے تاکہ قائل کا صدق و کذب واضح ہو جائے اور جو شک لوگوں کے تشویش سے

الجواب

جملة قولنا وقول مشائخنا في القادياني الذي يدعي النبوة والمسيحية أنا كنا في بدء أمره ما لم يظهر لنا منه سوء اعتقاد بل بلغنا أنه يؤيد الإسلام ويبطل جميع الأديان سواه بالبراهين والدلائل نحسن الظن به على ما هو اللائق للمسلم بالمسلم ونأول بعض أقواله ونحمله على محمل حسن ثم لما ادعى النبوة والمسيحية وأنكر رفع الله تعالى المسيح إلى السماء وظهر لنا من خبث اعتقاده وزندقته أفتى مشائخنا رضي الله تعالى عنهم بكفره وفتوى شيخنا ومولانا رشيد أحمد الكنكوهي رحمه الله في كفر القادياني قد طبعت وشاعت يوجد كثير منها في أيدي الناس لم يبق فيها

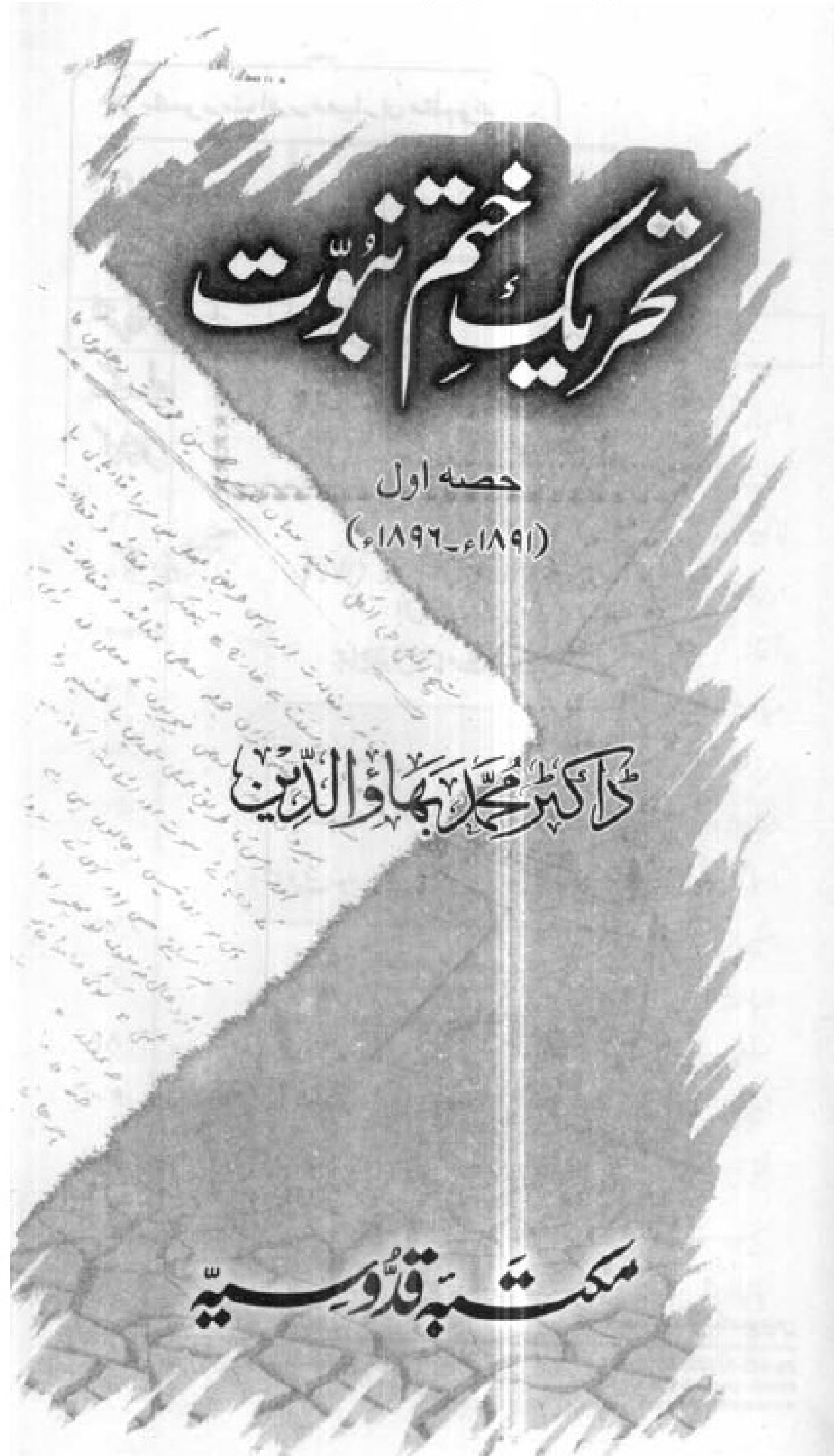
جواب

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارہ میں یہ قول ہے کہ شروع شروع جبتک اسکی بدعقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی بلکہ یہ خبر پہونچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا اور تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ مسلمان کو مسلمان کیساتھ زیبا ہے ہم اسکے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اسکے بعض ناشایستہ اقوال کو تاویل کرکے محمل حسن پر حمل کرتے رہے اسکے بعد جب اسنے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانیکا منکر ہوا اور اسکا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اسکے کافر ہونیکا فتویٰ دیا۔ قادیانی کے کافر ہونیکی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع بھی ہوچکا بکثرت لوگوں کے

سے اسلام کی سند دی جا چکی تھی۔

جب ۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد کے غلط عقائد منظر عام پر آ گئے تو مولانا بٹالوی نے ایک استفتا مرتب کیا اور حضرت میاں صاحب سید نذیر حسین محدث دہلوی سے اس کا جواب حاصل کیا۔ پھر برصغیر کے کونے کونے کا سفر کر کے علماء کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کیا اور حضرت سید محمد نذیر حسین کا فتوی ان کے سامنے رکھ کر معاملے کی حقیقت سمجھائی۔ ۱۸۹۱ء کے برصغیر میں آج کے ذرائع رسل و رسائل نہ تھے' ذرائع مواصلات بھی محدود تھے' نہ ہر طرف ریل گاڑیاں جاتی تھیں' نہ سڑکوں کے وہ جال تھے جو آج نظر آتے ہیں' نہ ٹرینوں کی وہ فراوانی تھی جو آج ہے' نہ بسوں کی بہتات تھی' نہ تیز رفتار کاریں۔ اس کے باوجود اللہ کے اس بندے نے جون' جولائی اور اگست کے گرم موسم میں ہزاروں میل کا سفر کیا۔ وہ لکھنؤ' بنارس اور دہلی گئے۔ وہ پٹنہ' سیالکوٹ اور راولپنڈی گئے۔ وہ کسی تنظیم کے نمائندے نہیں تھے۔ جو انھیں ٹی اے' ڈی اے ادا کرتی۔ وہ اپنے اوقات اور اموال صرف کر کے اس لیے ہر جگہ پہنچے کہ برصغیر کے تمام مکاتب فکر کے علماء کو ساتھ لے کر چلا جائے۔ وہ جہاں جہاں گئے' وہاں کے علماء کے سامنے سید محمد نذیر حسین محدث کا فتوی رکھا اور زبانی وضاحتیں کر کے اس پر علماء سے تائیدی دستخط کروائے۔ اس فتوے سے پہلے دیوبندی بزرگوں کا یہ حال تھا کہ بقول مولانا خلیل احمد سہارنپوری ان کے مشائخ شروع میں مرزا صاحب کے ساتھ ''حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل کرتے رہے۔'' تھے (عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین' ص ۲۶۸) اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے تھے کہ ''حضرت گنگوہی شروع میں نرم تھے' مرزا کی طرف سے تاویلیں کرتے تھے (مجالس حکیم الامت مع ملفوظات مرتبہ مفتی محمد شفیع' ص ۲۷۹) اللہ بھلا کرے محمد حسین بٹالوی کا کہ اس نے ان بزرگوں کو سید محمد نذیر حسین کا فتوی دکھا کر مرزا کے کذاب اور دجال ہونے کا قائل کیا اور پھر ان بزرگوں کی فراست کا بھی کیا کہنا کہ جب انھوں نے سند الوقت کا فتویٰ دیکھ لیا تو اس پر بلا چون و چرا ''یہ جواب صحیح ہے'' لکھ دیا۔ یاد رہے کہ میاں صاحب کے فتوے کی

تائید میں یہ الفاظ مولوی رشید احمد گنگوہی مرحوم کے ہیں جو اس سے پہلے مرزا صاحب کو مرد صالح قرار دیا کرتے تھے۔ اسی لیے مرزا غلام احمد ساری عمر یہ کہتا رہا کہ ''فتنہ تکفیر کا تمام تر بوجھ نذیر حسین پر ہے۔'' باقی لوگوں نے تو اس کی مطابقت یا اس کے اغواء سے میرے کافر ہونے کے فتوے پر دستخط کر دیئے ہیں۔



الجیب مصیب۔ ''مجیب نے ٹھیک کہا ہے۔'' غلام محمد مدرس مدرسہ فارسی کالج اندھیر کپورتھلہ

علمائے دیوبند، سہارن پور وغیرہ

حامدًا و مصلیًا. عقائد مندرجہ سوال مخالف کتاب اللہ و معارض سنت رسول اللہ و مناقض اجماع امت ہیں اور تاویلات مذکورہ از قبیل تحریفات و تکذیبات ہیں۔ اگر اس قسم کی بیہودہ اور لغو تاویلوں کا باب کھولا جائے تو اسلام کا کوئی مسئلہ اعتقادی یا عملی ثابت نہ ہو اور تمام دین درہم برہم ہو جائے اور محدثیت اور ملہمیت محض تزئین نفس اور تسویل شیطان ہے۔ مخترع ان عقائد کا ضال و مضل بلکہ دجاجلہ کا راس رئیس ہے اور اس کے متبع۔ حق تعالیٰ اپنے دین کی ایسے بے دینوں سے حفظ و حمایت فرما دے اور ان کو رجوع کی توفیق دے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز.

حررہ خلیل احمد مدرس دوم مدرسہ عربی دیوبند

حامدًا اللّٰہ العلی الاعلٰی و مصلیًا و مسلمًا علی رسولہ سیدنا محمد سید الوریٰ والہٖ و اصحابہ نجوم الهدیٰ من اقتدیٰ بھم اھتدیٰ ومن اخطأ طریقھم غویٰ ورديٰ و بعد فان ما اعتقدہ الکادیانی و اتباعہ الحاد بلا مراء وابطال للشریعۃ المستقیمۃ البیضاء لیس لہ فیہ شاھد من الکتاب وسنۃ النبی المستکاب واللّٰہ تعالٰی اعلم و علمہ احکم. کتب عزیز الرحمٰن دیوبندی

''بعد حمد وصلوٰۃ۔ قادیانی اور اس کے پیرو جو اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ بلا شک الحاد ہے اور شریعت کا ابطال ہے۔ اس اعتقاد پر کتاب وسنت کی شہادت پائی نہیں جاتی۔''

الامور المنسوبۃ الی المرزا ھدانا اللّٰہ وایاہ لاشک انھا منابذۃ بنصوص اللّٰہ ومردود باجماع المسلمین و جملۃ ھذہ الاقوال معتزلۃ من الطریق عن الطریق المستقیم ای اعتزال لایجترء علیھا الجاھل غوی ولا یعتقد علیھا الاضال شقی واللّٰہ سبحانہ ولی الارشاد واعلم بحال العباد.

العبد محمود دیوبندی معروف مولوی محمد حسن صاحب

جن مسائل کو قادیانی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ان کو بلاشک نصوص قرآن و حدیث رد کر رہی ہیں اور وہ باجماع مسلمین مردود ہیں۔ راہ راست سے ایسے برکنار ہیں کہ کوئی شخص بجز جاہل اور گمراہ کے ان پر جرأت نہیں کر سکتا اور ان کا معتقد نہیں ہو سکتا۔''

یہ جواب صحیح ہے مرزا غلام احمد قادیانی بوجہ ان تاویلات فاسدہ اور ہفوات باطلہ کے منجملہ دجالون، کذابون خارج از طریقہ اہل سنت و داخل زمرۂ اہل اہوا ہے اور اس کے اتباع بھی مثل اس کی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد رشید احمد گنگوہی

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ و بعد فاقول وانی علی بینۃ من ربی ان من کانت اعتقاداتہ کما ذکرت فی السوال فھو من اھل الاھواء والضلال. ولیس ھو من ابن مریم علیھما السلام فی شئ ولکنہ مثیل للمسیح الدجال وھل یجترئ دجل فی قلبہ مثقال ذرۃ من ایمان. علی ان یضع الاحادیث عن مرتبۃ التفسیر و یرفع تاویلہ الباطلۃ الی ان ینکر بسببہ الاحادیث ویاول القران. این ھو من قولہ تبارک و تعالٰی و یکلم الناس فی المھد و کھلا فقد تکلم عیسی ابن مریم علیھما السلام فی المھدو متی تکلم کھلا. فکیف یرتاب فی کلامہ و نزولہ من امن بما انزل اللّٰہ علٰی رسولہ. فیا للعجب. کیف جوز مثل ھذہ الکنایات والاستعارات الباطلۃ فی

خاتم النبیین لا نبی بعدی

فتویٰ علمائے پنجاب وہندوستان

بحق

مرزا غلام احمد ساکن قادیان

از

حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ